إن الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء
عسیٰ أن یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۸۵

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر۔ غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰؎
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲؎

نمبر ۵۴ | مورخہ ۳ر نومبر ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

اعلیحضرت فرمانروائے دکن خلد اللہ ملکہ کی رعایا نوازی

احمدیہ جوبلی بلڈنگ سکندر آباد میں شاہ دکن کی تشریف آوری

سکندر آباد ۲۸ر اکتوبر ۱۹۳۱ء جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:-
احمدیہ جوبلی بلڈنگ کا افتتاح جمعہ کے روز ہوا۔ ہز اگزالٹڈ ہائی نس مظفر الممالک و ممالک آصفجاہ نظام الدولہ نظام الملک سپہ سالار حضور پُرنور نواب میر عثمان علی خان بہادر فتح جنگ سلطان العلوم۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ ای۔ ادام اللہ ملکہ نے بروز دوشنبہ قدم رنجہ فرما کر بلڈنگ کا ملاحظہ فرمایا۔ نصف گھنٹہ تک وہاں تشریف فرما رہے۔ اور چائے نوش فرمائی۔

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۳۱ر اکتوبر بخیر مراجعت فرمائے دار الامان ہوئے۔ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور کے حرم اول بھی بخیریت ہیں۔

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے ہاں بفضل خدا ۲۹ر اکتوبر لڑکی پیدا ہوئی۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

کلانور ضلع گورداسپور کے جلسہ میں مولوی عبد الغفور صاحب حافظ مبارک احمد صاحب، مہاشہ محمد عمر صاحب، شیخ مبارک احمد صاحب اور مولوی دل محمد صاحب تقریریں کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ جنہوں نے مختلف مضامین پر دلچسپ تقریریں کیں۔ سامعین پر اچھا اثر ہوا۔

مرکزی ذمہ واری پر بحث کے خلاف

جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کا پُر زور پروٹسٹ

لنڈن سے ۲۹ اکتوبر کو خانصاحب موصوف کے فرزند مولوی صاحب امام مسجد لنڈن بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں:۔

فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل کئے بغیر فیڈرل کمیٹی میں مرکزی ذمہ واری پر بحث کے خلاف کل چوہدری ظفر اللہ خانصاحب نے نہایت زور کے ساتھ پروٹسٹ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لارڈ چانسلر نے آئندہ پرسوں تک اجلاس کو ملتوی کر دیا جب اس وقت تک جو کام ہو چکا ہے اس کے متعلق رپورٹوں پر غور کیا جائیگا اس کے بعد توقع ہے کہ فرقہ وار سوال کو لیا جائے گا۔ اور بعد ازاں مرکزی ذمہ واری کا مسئلہ آئیگا۔

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا

محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بڑہاسے اپنے خاوند ڈاکٹر گوہر الدین صاحب اور سید محمود اللہ شاہ صاحب نیروبی سے دوست محمد صاحب کی صحتیابی کے لئے بذریعہ تار درخواست دُعا کرتے ہیں۔ کرم دین صاحب دہلی سے اپنی اہلیہ اور لڑکی کی صحت کے لئے امۃ اللہ جان صاحبہ جہلم سے اپنے برادران ڈاکٹر محمد یوسف خاں اور احمد حیات خان کی امریکہ سے مع الخیر واپسی کے لئے۔ مولا بخش صاحب نمبردار چک ۳۵ اپنے بیٹے عنایت اللہ خان صاحب کی شفایابی کے لئے اور شیخ محمد صاحب مستری کراچی سے اپنے بھتیجے کی صحت کیلئے احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تار کا پتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تار بھیجنے والے احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تار فارم پر حضور کا پتہ "حضرت خلیفۃ المسیح" لکھا کریں۔ چونکہ "خلیفۃ المسیح" تار میں ایک لفظ شمار ہوتا ہے اور ٹیلیگرافخانہ والوں کے نزدیک ایک لفظ کا رجسٹرڈ پتہ محسوب نہیں ہوتا۔ کم از کم دو لفظ ہونے چاہئیں۔ اس لئے احباب پتہ مندرجہ بالا پر حضور کی خدمت میں تار بھیجا کریں۔

پرائیویٹ سکرٹری

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

چند نصائح

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک معقول حصہ جماعت نے تحریک چندہ خاص کی طرف اخلاص سے توجہ کی ہے لیکن ابھی بہت سی جماعتیں اور افراد ایسے ہیں۔ جنہوں نے اس طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ یا بالکل نہیں کی:۔

آپ کے راستہ میں مشکلات ہیں۔ تو یاد رکھیں۔ کہ یہ مشکلات اوروں کے راستہ میں بھی ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی سے نہیں ڈرے۔ بلکہ ابھی اور قربانی کرنے کو تیار ہیں:۔

اگر آپ کے اخراجات کی زیادتی آپ کے لئے مانع ہے۔ تو یاد رکھیں۔ کہ اخراجات کی زیادتی کے ذمہ وار زیادہ تر آپ ہی ہیں سلسلہ کی ذمہ واری دوسرے نمبر پر نہیں۔ بلکہ پہلے نمبر پر ہے:۔

آپ کو ان دلیلوں سے تسلی نہیں ہونی چاہیئے۔ جن سے آپ لوگوں کو خاموش کرا سکیں۔ بلکہ ان سے جو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکیں:۔

ایک وقت تھا۔ کہ ہندوستان قربانی سے خالی تھا۔ اس وقت آپ کی قربانی بڑی نظر آتی تھی۔ اب ہندوستان میں قربانی کا احساس ہو گیا ہے۔ اور دوسری اقوام سے زیادہ قربانی کئے بغیر آپ سرخرو نہیں ہو سکتے:۔

وہ شخص جو اس بات کی انتظار میں رہتا ہے۔ کہ کوئی دوسرا مجھے تحریک کرے وہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔ مومن کا کام نیک تحریک کرنا ہے۔ نہ کہ دوسرے کی تحریک کا منتظر رہنا:۔

وہ شخص جو اپنے نفس کے لئے عذر تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ناکام رہتا ہے۔ کامیابی کا مونہہ وہی دیکھتا ہے۔ جو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں سختی سے کام لیتا ہے:۔

یہ مت خیال کرو کہ تم امتحان میں پڑ گئے ہو یہ تو محض امتحان کی تیاری ہے۔ امتحان تو آنیوالا ہے۔ جو آج گھبراتا ہے۔ اس کا کل کیا حال ہوگا:۔

مبارک ہیں وہ۔ جو ہر امتحان کے لئے تیار رہتے ہیں جنہیں اس امر کا صدمہ نہیں۔ کہ ان سے قربانی کیوں طلب کی جاتی ہے۔ بلکہ اس امر کا خوف ہے۔ کہ حقیقی قربانی کے مطالبہ سے پہلے وہ اس دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں۔ ہاں مبارک ہیں وہ۔ کیونکہ فتح انہی کے نام لکھی جائے گی:۔

خاکسار مرزا محمود احمد

خاتم النبیین نمبر چھپ کر تیار ہے

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس اخبار کی روانگی کے بعد ان احباب کے نام خاتم النبیین نمبر بھیجنا شروع کر دیا جائیگا۔ جن کے آرڈر وصول ہو چکے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ۵۔ نومبر کا پرچہ شائع نہیں ہو سکے گا۔ خاتم النبیین نمبر کے بعد ۱۰۔ نومبر کا پرچہ شائع ہوگا۔ احباب مطلع رہیں:۔

بیرون ہندوستان کے لئے کچھ پرچے محفوظ ہیں۔ وہ حسب ضرورت منگوالیں۔ ہندوستان سے باہر کے لئے محصول کے ہم ذمہ وار نہیں۔ فی کاپی ۲ محصول ڈاک ہوگا:۔

اگر اندرون ہند سے بھی کوئی آرڈر یکم نومبر کے بعد آئے گا۔ تو کوشش کی جائے گی۔ کہ اس کی تعمیل ہو سکے۔ احباب کرام جلد سے جلد مطلوبہ پرچوں کے لئے وی۔پی کی اجازت دیں۔ یا منی آرڈر بجواب ۸ فی کاپی بھیج کر منگوالیں محصول ڈاک یا ریلوے ہمارے ذمہ۔

مینیجر الفضل قادیان

دعائے مغفرت

مکرم چوہدری شکر اللہ خان صاحب عزیز رئیس ڈسکہ کا بچہ مسمّٰی نصر اللہ خان اپنی چھوٹی سی عمر ایک سال آٹھ ماہ گزار کر ۲۳ اکتوبر کو داغ مفارقت دے گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ والدین کو صبر کی توفیق بخشے۔ اور اس کا نعم البدل عطا فرمائے:۔ شفیق احمد صاحب انسپکٹر اعظم گڑھ۔ عبد الحمید پسر میاں نظام الدین صاحب نیروبی۔ حاجی مولا بخش صاحب جنیوٹ۔ والدہ منشی الہداد خان صاحب مرکہ گوجرانوالہ۔ اہلیہ مستری امام الدین صاحب گوجرانوالہ۔ اور مریم بنت ملک محمد حسین صاحب گجرات۔ حکیم قربان حسین صاحب اٹاوہ۔ والدہ محمد اوت حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

مسلمانانِ کشمیر کے خلاف شر انگیز پراپیگنڈا

ہندوؤں کی مخالفانہ کوششوں کے متعلق حکومت تدبّر و دانش سے کام لے

مذہبی امور میں مداخلت

مسلمانانِ ریاست جموں و کشمیر کے دلوں میں ایک لمبے عرصہ کے ناقابل برداشت ظلم و ستم کے بعد جب اپنے حقوق کا معمولی سا احساس پیدا ہوا۔ اور انہوں نے نہایت ابتدائی مطالبات کے لئے آئینی جد و جہد شروع کی۔ تو قابو یافتہ ہندوؤں اور جبر و تشدد کے عادی حکام کو قدرتاً بہت ناگوار گزرا۔ انہوں نے مسلمانوں کے گلے میں اپنی غلامی کا طوق ڈالے رکھنے کے لئے مختلف طریق اختیار کرنے میں معروف ہوگئے حتیٰ کہ مذہبی امور میں مداخلت کرنے لگ گئے۔ اور غیر ملازم پیشہ ہندوؤں نے پوشیدہ اور ملازم پیشہ ہندوؤں نے کھلم کھلا اسلام کی توہین شروع کر دی۔ تاکہ مسلمان مشتعل ہو کر شور مچائیں۔ اور حکام کو ان پر اپنی طاقت و قوت کا مظاہرہ کرنے اور پہلے سے زیادہ سکہ بٹھانے کا موقعہ مل جائے چنانچہ جموں میں جہاں کے مسلمان نوجوانوں نے مسلمانوں کو منظم کر کے اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کی ابتدا کی تھی۔ ہندو حکام نے بھی اپنی تباہ کن حکمت عملی کا کھلم کھلا آغاز کیا۔ اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ایک ہندو افسر نے خطیب صاحب کو خطبہ پڑھنے سے روک دیا۔ حالانکہ خطبہ فریضۂ عید کا ایک اہم جزو ہے۔ اور اس کے بغیر عید الاضحیٰ کی تقریب کا مذہبی حصہ مکمل نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں میں اس کے خلاف ابھی شور برپا ہی تھا۔ کہ ان کی دلآزاری اور تکلیف دہی کا اس سے بڑھ کر سامان پیدا کر دیا گیا۔ یعنی ایک ہندو ملازم پولیس نے دیدہ و دانستہ قرآن کریم کی توہین کی۔ انہی ایام میں اسی قسم کے واقعات علاقہ کشمیر میں بھی پیش آئے۔ جن کی غرض محض یہ تھی۔ کہ مسلمان ذرا حرکت کریں۔ تو حکومت کو ان پر تشدد کرنے اور یہ بتانے کا موقعہ مل جائے۔ کہ تمہاری حقیقت ہی کیا ہے۔ کہ حکومت سے حقوق طلبی کے لئے کھڑے ہوتے ہو۔ جس حالت میں ہو۔ اسی کو غنیمت سمجھو۔ ورنہ خس و خاشاک کی طرح اڑا دیئے جاؤ گے۔

مسلمانوں کی صدائے احتجاج کا نتیجہ

چنانچہ جب سرکاری ملازموں اور غیر سرکاری ہندوؤں کے پیدا کردہ اشتعال انگیز اور اسلام کی توہین کرنے والے واقعات کے خلاف مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اور ان کے متعلق باز پرس کرنے کا مطالبہ کیا۔ تو اس کا وہی نتیجہ ہوا۔ جو حکام ریاست پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اور آخر مسلمانوں کے ایک بالکل نہتے اور پُر امن ہجوم کو جو جیلخانہ کے پاس ایک غریب الوطن کے مقدمہ کا فیصلہ سننے کے لئے جمع ہوا تھا۔ اور جسے ان کی ہمدردی کے جرم میں گرفتار کیا گیا تھا۔ اس بہانہ سے گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا۔ کہ وہ جیلخانہ پر حملہ کرنے آیا تھا۔ اور اس نے حکام پر پتھر پھینکے تھے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو جن مصائب اور آلام میں مبتلا کیا گیا۔ وہ ساری دُنیا پر ظاہر ہو چکے ہیں۔

عارضی سمجھوتہ

جب حکومت نے دیکھا۔ کہ مسلمان اس جبر و تشدد سے دبے نہیں۔ بلکہ اپنے مطالبات منوانے میں اور زیادہ مضبوط اور نڈر ہو گئے ہیں۔ تو عارضی سمجھوتہ کی طرح ڈال کر مسلمانوں کے نمائندوں کو رہا کر دیا گیا۔ اور انہیں اپنے مطالبات پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔

عارضی سمجھوتہ کے دوران میں ہندوؤں کا رویہ

اس مرحلہ پر پھر ہندو حکام اور ہندو باشندوں نے وُہی چال چلی۔ یعنی ایک طرف تو مسلمانوں کے خلاف سخت اشتعال انگیز حرکات کرنی شروع کر دیں۔ کئی مار پیٹ کے واقعات ہوئے۔ اور کئی جگہ اسلام پر ناپاک حملے کئے گئے۔ دوسری طرف ہندو حکومت پر یہ کہکر دباؤ ڈالنے لگے۔ کہ مسلمانوں کے مطالبات کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ ورنہ ہم یہ کر دیں گے۔ وُہ کر دیں گے۔ چونکہ ہندو حکام کی نہ صرف ہمدردی بلکہ امداد بھی انہیں حاصل تھی۔ اس لئے انہیں فتنہ انگیزی کا خوب موقعہ مل گیا۔ ان میں سے صرف ایک دو اشخاص کو اشتعال انگیز اور فتنہ خیز تقریروں کی وجہ سے گرفتار تو کیا گیا لیکن ہندوؤں کے شور و شر کے آگے جھک کر فوراً رہا کر دیا گیا۔

مسلمان نمائندوں کی دوبارہ گرفتاری

اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کے ان نمائندوں کو جنہیں عارضی سمجھوتہ کی بنا پر رہا کیا گیا تھا۔ جنہیں اپنے مطالبات پیش کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اور جنہوں نے عارضی سمجھوتہ کے شرائط کی پوری پوری پابندی کی تھی۔ عین اس وقت گرفتار کر لیا گیا جبکہ ان کی طرف سے مطالبات پیش ہونے ہی والے تھے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے۔ اور ہولناک اور رُوح فرسا واقعات سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ حکام کو عارضی سمجھوتہ سے قبل کے جور و تشدد میں کسر نظر آئی۔ اور وہ انتہائی طور پر طاقت اور قوت استعمال کرنے کے خواہشمند تھے۔ چنانچہ مسلمان نمائندوں کو یونہی دوبارہ گرفتار کرنے کے بعد نہایت بے سر و پا اور جھوٹے بہانوں کی آڑ لے کر جا بجا مسلمانوں پر گولیاں چلانی شروع کر دی گئیں۔

پتھر پھینکنے کا بہانا

حکام کو پتھر پھینکنے کا ایسا سہل بہانا مل گیا۔ کہ ہر جگہ بلا تکلف استعمال کیا جانے لگا۔ اگر جامع مسجد پر گولیاں چلا کر متعدد مسلمانوں کو ہلاک کیا گیا۔ تو اس کی وجہ یہی بیان کی گئی۔ کہ مسلمانوں نے فوج اور حکام پر پتھر پھینکے۔ اگر گاؤکدل میں عورتوں اور بچوں کو گھائل کیا گیا۔ تو اس کا باعث بھی یہی بتایا گیا۔ کہ پتھر پھینکے گئے۔ اسلام آباد کے نہتے اور پُر امن جلوس کو گولیوں کی بارش سے خاک و خون میں تڑپایا گیا۔ تو یہی کہہ دیا گیا۔ کہ مسلمانوں نے پتھر پھینکے۔ شوپیاں میں ظلم و ستم کیا گیا۔ تو اسی بہانا کی آڑ لی گئی۔ کہ مسلمانوں نے پتھر برسائے اس کے ساتھ ہی مسلمانوں پر بغاوت کا الزام لگا کر وہ وہ ستم ڈھائے گئے۔ کہ ساری دُنیا میں تہلکہ مچ گیا۔

دوسری بار اعلانِ رہائی

لیکن چونکہ یہ انتہا درجہ کا تشدد اور وحشت دیر تک جاری نہیں رکھی جا سکتی تھی۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی پُر زور آئینی جد و جہد کی وجہ سے گورنمنٹ ہند بھی ادھر متوجہ ہو چکی تھی۔ اس لئے مہاراجہ صاحب نے اپنی سالگرہ کی تقریب پر پھر مسلمانوں کی رہائی۔ اور ان کے مطالبات پر غور کرنے کا اعلان کیا۔

مسلمانوں کی فراخدلی

اب پھر مسلمان انتہائی جبر و تشدد کا نشانہ بننے اور ہر طرح تباہ و برباد کئے جانے کے باوجود فراخدلی کے ساتھ مہاراجہ صاحب بہادر کے متعلق اپنے وفادارانہ جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کا انتظار کرنے لگے ہیں۔ کہ حکومت ان کے حقوق اور مطالبات کے ساتھ

کیا سلوک کرتی ہے۔ چنانچہ خود ہندو اخبارات کا بیان ہے۔ کہ

"مہاراجہ بہادر کے اعلان عام معافی کے بعد ۔ ۲۶ مسجد سری نگر میں مسلمانوں کا بھاری اجتماع ہوا جس میں ذیل کا ریزولیوشن باتفاق رائے منظور کیا گیا۔ کہ چونکہ عام دربار میں مہاراجہ بہادر نے عام معافی کا اعلان فرمایا جس میں کمال مہربانی سے اپنی غریب رعایا کی تکالیف و مشکلات کو محسوس کیا ہے۔ اس لئے ہم حاضرین جلسہ نہایت ادب سے اس شاہی مراحم کے لئے شکر گذار ہیں اور اُن کے جنم دن کے مبارک موقعہ پر اپنی صدق دلانہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور خداوند کریم سے دعا کرتے ہیں۔ کہ مہاراجہ بہادر کی نگاہ کرم ہمارے شامل حال رہے۔ تاکہ ہماری شکایات کا ازالہ ہو" (پرتاپ ۱۱ اکتوبر)

اسی طرح ہندو اخبارات نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں نے کئی مقامات پر جلسے منعقد کر کے مہاراجہ بہادر کے متعلق اظہار وفاداری اور شکر گذاری کرنے کے علاوہ۔ جنم دن کے موقعہ پر چراغاں بھی کیا۔ اور مبارکباد پیش کی:

مبتلائے آلام مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کا رویہ

یہ تو ریاست اور اس کے رعایا کے متعلق مسلمانوں کا رویہ ہے۔ اور اُن مسلمانوں کا رویہ ہے۔ جن کے عزیزوں کا ریاستی حکام نے نہایت بے دردی اور بے رحمی سے جو خون بہایا۔ وُہ ابھی تک خشک نہیں ہوا۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے زمین کو لالہ زار بنائے ہوئے ہے جن کے عزیز و۔ ابھی تک ریاستی گولیوں اور نیزوں سے زخم خوردہ تڑپ رہے ہیں۔ جن کی عورتیں ریاستی سورموں کی مار پیٹ کے صدموں سے بلبلا رہی ہیں۔ جن کے چھوٹے چھوٹے بچے وحشی ڈوگروں کی ستم رانی کا اظہار دردناک چیخوں سے کر رہے ہیں۔ جن کے گھروں میں ماتم بپا ہے۔ جن کی مائیں بہنیں اور لڑکیاں اپنے خاوندوں۔ اپنے بھائیوں اور اپنے بچوں کے غم میں سوگوار ہیں۔ اور اپنی آہ و زاری سے عرش الٰہی کو ہلا رہی ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں بے رحم اور بے درد ہندو ظلم کیش اور ستم رسان افسروں کی تائید اور حمایت میں وہی چال چل رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے وُہ پہلے ایک بار نہیں۔ بلکہ دو بار مسلمانوں پر مصائب و آلام کے پہاڑ گرا چکے ہیں۔ انہیں انتہائی تشدد اور ظلم کا نشانہ بنا چکے ہیں۔ اور انہیں بے انتہا مصیبت میں گرفتار کر چکے ہیں:

ہندوؤں کی بے چینی کا اظہار

چنانچہ ہندو اخبارات میں پے در پے اس قسم کے اعلانات شائع کرائے جا رہے ہیں کہ

"مہاراجہ بہادر کے اعلان سے ہندو حلقوں میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ اور انہوں نے اس کے خلاف جلسے کرنے شروع کر دیئے ہیں" (پرتاپ ۱۱ اکتوبر)

اور جس دن سے عام معافی کا اعلان ہوا ہے ہندوؤں میں حکام کی اس پالیسی سے بے حد بے چینی پیدا کر دی ہے۔ اور وہ بالکل مایوس ہو گئے ہیں۔ خاص کر کشمیری پنڈت اس سمجھوتہ کو اپنے لئے ایک خطرناک چیز سمجھتے ہیں۔ حکومت کی مسلم نواز پالیسی ریاستی ہندوؤں کے لئے ایک خطرناک صورت اختیار کر جائے گی۔ جس سے ریاستی ہندوؤں کی زندگی مسلمانوں کے رحم پر منحصر ہو گی۔ اور وُہ آئے دن اپنی مصائب اور تکلیفوں میں مبتلا رہا کریں گے"۔ (ملاپ ۱۱ اکتوبر)

ان اعلانات سے یہ غرض ہے۔ کہ حکومت کو ہندوؤں کی طرف سے مرعوب کر کے مسلمانوں کے مطالبات نظر انداز کر دینے کے لئے مجبور کیا جائے:

مسلمانوں پر غلط الزام

اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو خواہ مخواہ مجرم قرار دینے کی جو شرمناک کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ان کا اندازہ ذیل کے بیان سے ہو سکتا ہے۔ جو "سپیشل سروس" نے پرتاپ ۱۲ اکتوبر میں شائع کرایا لکھتا ہے:۔

"سری نگر میں تو امن و امان ہے۔ مگر دیہات میں فتنہ پرداز مسلمانوں نے شرارت شروع کر دی ہے۔ باغیوں کے سرغنہ عبداللہ کی اس تقریر نے جس میں اس نے کہا ہے۔ کہ شاہی معافی کے باوجود ہم جنگ جاری رکھیں گے۔ فتنہ پرداز مسلمانوں کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں۔ دیہات سے فسادات اور پولیٹیکل آتشزدگیوں کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ تازہ خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ قصبہ ہندواڑہ کے قریب ایک پل کو آگ لگ گئی ہے۔ جبکہ چوکیدار سویا ہوا تھا۔ بڑی مشکل سے سفید پوشوں اور دیہاتیوں کی امداد سے آگ بجھائی گئی۔ دوسرا واقعہ قصبہ نگر کا ہے۔ جس کے ایک مندر کو آگ لگائی گئی۔ جس کے دروازے بالکل جل گئے ہیں۔ یہاں سرکاری آدمیوں پر پتھر بھی پھینکے گئے۔ کچھ وقت بعد اسی مندر سے ملحقہ دھرم سالہ کو بھی آگ لگائی گئی۔ جس سے دروازہ اور چوکھٹ جل گئے ہیں۔ تیسرا واقعہ قصبہ گل گام میں ہوا جہاں ایک ہندو مندر جلایا گیا۔ اس کی مورتی بھی توڑ دی گئی"

جس رنگ میں ان واقعات کو ترتیب دیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس میں سرکاری حکام کا یقیناً دخل ہے۔ اور اس میں بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ اس حرکت سے غرض مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو مشتعل کرنا۔ اور حکومت کو ان کے خلاف بھڑکانا ہے۔ مسلمانوں کے ایک محبوب ترین اور مخلص لیڈر شیخ محمد عبداللہ صاحب کو باغیوں کا سرغنہ قرار دینا۔ اور مسلمانوں کو باغی بتانا جہاں حد درجہ کی کمینگی ہے۔ وہاں مسلمانوں کو خواہ مخواہ چڑایا گیا ہے جس شخص کو حکومت مسلمانوں کا نمائندہ تسلیم کر کے مطالبات پیش کرنے کے لئے کہہ رہی ہو۔ اور جن لوگوں کے خلاف کسی معمولی جرم کا ثبوت بھی نہ رکھنے کی وجہ سے انہیں رہا کرنے پر مجبور ہوئی ہو۔ انہیں باغی کہنا سراسر بے ہودگی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ پھر قبل ازیں مسلمانوں کے خلاف جو الزامات لگائے جاتے رہے ہیں۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ اب جو کچھ کہا جا رہا ہے۔ یہ بھی سراسر غلط اور جھوٹا پراپیگنڈا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھا گیا ہے۔ کہ

"چار آدمی ملیش مقام سے گرفتار کر کے سرینگر لائے گئے ہیں بتایا جاتا ہے۔ کہ ان کے خلاف امر ناجائز (گاؤکشی) کا جرم ہے"۔ (ملاپ ۱۱ اکتوبر)

حکومت لغزش سے بچے

یہ سب کچھ مسلمانوں کو معتوب بنا کر اپنے حقوق سے محروم رکھنے اور مصائب میں گرفتار کرانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ چونکہ ہندو حکام اور ہندو پبلک اس چال میں پہلے کئی بار کامیاب ہو چکی ہے۔ اور مسلمانوں کو انتہائی ظلم و ستم کا نشانہ بنوا چکی ہے۔ اس لئے اب پھر اس نے اسے اختیار کر لیا ہے۔ اور پہلے سے زیادہ اس پر زور دے رہی ہے۔ اس موقعہ پر حکومت کشمیر کو نہایت تدبر سے کام لینا چاہئیے اور پہلے کی سی کسی لغزش کا مرتکب نہ ہونا چاہئیے۔ جس مشکل میں وُہ تھوڑے ہی عرصہ میں دو بار مبتلا ہو چکی ہے۔ اور جس حالت میں اس کے لئے ہتھیار ڈال دینے کے سوا چارہ نہ رہا۔ اسے پھر پیدا کرنا نہ صرف دُور اندیشی اور عقلمندی کے خلاف ہے۔ بلکہ دیدہ دانستہ ملک میں بربادی اور بے چینی پیدا کرنا ہے:

ہمدردانہ مشورہ

پس ہم حکومت کشمیر کو نہایت ہمدردانہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ اب وُہ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے پراپیگنڈا سے قطعاً متاثر نہ ہو۔ ہندو حکام اور ہندو پبلک چونکہ سمجھتی ہے۔ کہ مسلمان اپنے حقوق حاصل کر لینے کی صورت میں پہلے کی طرح اس کی غلامی میں نہیں رہیں گے۔ اور اسے ان کا خون چوسنے کا اس طرح موقعہ نہیں ملے گا جس طرح اب تک مل رہا ہے۔ اس لئے ممکن نہیں۔ کہ وُہ کبھی مسلمانوں کے خلاف شرارت سے باز آئے۔ لیکن حکومت کو یہ دیکھنا چاہئیے کہ مسلمانوں کے خلاف اس قسم کی شرارت اس کے لئے کہاں تک مفید اور ملک کے لئے کس حد تک نفع رساں ہے۔ اگر ہندوؤں کا یہ رویہ حکومت اور ملک کے لئے نقصان رساں ہے۔ اور یقیناً سخت نقصان رساں ہے۔ جیسا کہ حال ہی کے تجربات سے ثابت ہو چکا ہے۔ تو اُسے قطعاً کوئی وقعت نہیں دینی چاہئیے۔ اور نہایت فراخدلی کے ساتھ مسلمانوں کے مطالبات پورے کرنے چاہئیں:

مسلمان اپنے حقوق لئے بغیر خموش نہ ہونگے

لیکن اگر ہندوؤں کی شرارتوں کی وجہ سے اس موقعہ کو بھی رائگاں جانے دیا گیا۔ اور پھر مسلمانوں کو جبر اور تشدد کے ذریعہ خموش کرانے کی کوشش کی گئی۔ تو اس کے نتائج نہایت ہی خطرناک ہونگے۔ کیونکہ مسلمان اس وقت تک ہرگز خموش نہ ہونگے۔ جب تک اپنے حقوق حاصل نہ کر لیں۔ خواہ اس کے لئے انہیں کتنی بڑی قربانیاں دینی پڑیں۔ اور اس وقت تک انہوں نے قربانی اور فداکاری کا جو ثبوت پیش کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ وُہ خدا کے فضل سے قوی دل مستقل ارادہ۔ صادقانہ جوش اور بہادرانہ حوصلہ کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں

صرف متعلق مضمون

حفاظتِ اسلام کے متعلق جماعت احمدیہ کی خدمات

از جناب سید تاج حسین صاحب بی اے۔ بی ٹی۔ منشی فاضل ہیڈ ماسٹر سالار والہ

مسلمانوں کے غلط عقائد

مقام افسوس ہے۔ کہ بجائے غلبۂ دین اسلام پیش کرنے کے مسلمان خود اپنے اندر غیر مذاہب کے عقائد داخل کر چکے ہیں حیات مسیح میں عیسائیوں کے ہم رنگ تقریباً اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ ہندوؤں کے رسوم کی صحیح نقل اپنے مذہب کا ضروری جزو قرار دیدی گئی ہے مثلاً تعزیہ وغیرہ بالکل دسہرہ کی نقل ہے۔ جہاں عیسائی حضرت عیسیٰ کو اپنے گناہوں کا کفارہ تصور کرتے ہیں۔ وہاں مسلمانوں میں اہل بیت پر آنسو بہا دینے کو ذریعۂ نجات خیال کئے ہوئی ہیں کہیں قبروں کی پوجا ہو رہی ہے۔ کہیں مشرکوں کی تقلید میں اپنے اسلامی اصول قربان کئے جا رہے ہیں۔ اور لا تتخذوا اولیاء من دون اللہ کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے۔

حیات مسیح کا عقیدہ

عیسائی حضرت عیسیٰ کی الوہیت پر شاید اتنی سختی سے قائم نہ ہوتے۔ اگر مسلمان کلام مجید سے حیات مسیح ثابت کرنے کی سعی بیہودہ سے حضرت عیسیٰ کو رحمۃ للعالمین پر فوقیت نہ دیتے مسلمان للہ الانصاف سے بتائیں۔ کہ ان عقائد کی موجودگی میں جو آپ کے ہی مسلمہ عقائد سے بطور نتیجہ پادریوں نے مسیح کی خدائی ثابت کی ہے۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کس طرح عیسائیوں سے منوا سکتے ہیں۔ کیا پرندوں کا خالق۔ مردوں کو زندہ کرنیوالا۔ بہروں کو کان۔ اندھوں کو آنکھیں دینے والا۔ پھر دشمنوں سے بچایا جا کر زندہ مع جسم آسمان پر بٹھایا جانے والا۔ اور دو ہزار سال کو قریب بغیر حوائج بشریہ کے خدا کی طرح الآن کما کان حی و قیوم۔ انسان ہو سکتا ہے کیا مسلمان ان عقائد باطلہ کو صحیح مانتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ثابت کر سکتے ہیں۔ یا (بخیال خود) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان تمام صفات سے محروم سمجھتے ہوئے خود عیسائیت کے حلقہ بگوش ہو کر پادری عبد الحق و پادری سلطان محمد بن رہے ہیں۔ کیا یہ درست نہیں۔ کہ پادری بلحاظ عقائد مولویوں کو اپنا بھائی اور مسیحی خیال کرتے ہیں۔ بلکہ ان کو اپنے سے بہتر عیسائی سمجھتے ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ کو تین دن مردہ اور مصلوب قرار دیتے ہیں۔ مگر مولوی ہیں۔ کہ خدائی صفات کا حامی قرار دے رہے ہیں۔ اس کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے۔ کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان ان عقائد کی موجودگی میں اسلام سے بیزار ہو کر عیسائی ہو رہے ہیں۔ خدا کی قسم رونا آتا ہے۔ جب میں اپنے مولویوں کو عیسائیت کے مقابلہ میں خالی دیکھتا ہوں ؎

از خویشتن گم است کرا رہبری کند

جب مولویوں کی اپنی یہ حالت ہے تو وہ ہمیں کیا بتا سکتے ہیں

احمدیوں کے زبردست دلائل

قادیانی اور لاہوری احمدیوں کی طرف نظر اٹھتی ہے۔ تو ان کی کتب کا مطالعہ کرنے یا ان کی باتیں سننے سے روکا جاتا ہے۔ مگر جہاں تک میں نے دیکھا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ مسلمانوں میں سے صرف قادیانی احمدی (پیغامی احمدی تقریباً عام مسلمانوں میں جذب ہو چکے ہیں۔) زبردست دلائل و براہین لیکر میدان میں کھڑے ہیں۔ اور انہوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ تمام خوبیوں کی جامع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس ہے اور حضرت عیسیٰ دوسرے رسولوں کی طرح ایک رسول تھے۔ جو فوت ہو چکے جیسا کہ دوسرے رسول فوت ہو گئے ہیں۔ یہ انہوں نے کہ وہ یورپ و امریکہ کے ممالک میں بیانگ دہل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و فضیلت ثابت کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ سینکڑوں انسان ان کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ مغربی دنیا جہاں کے لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ آج وہاں کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ مگر ہم ہیں کہ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہو کر اسلام کو اپنے گھروں سے عملاً اور اعتقاداً رخصت کر رہے ہیں۔ اور غیروں کے اعتراضات کے نرغے میں ایسے محصور ہیں۔ کہ ذرا بھی نہیں ہل سکتے۔ آہ ؎

بیکسے شد دینِ احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دینِ احمدؐ کار نیست

احمدیوں کی تبلیغی کوششیں

احمدی مٹھی بھر ہیں۔ مگر انہوں نے صحابۂ کرام کی طرح اسلام کو نئی زندگی بخشدی ہے۔ کہیں علاقہ ملکانہ میں ڈیرا جمائے ہوئی ہیں کہیں افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں پرچم اسلام لہرا رہے ہیں۔ کہیں یورپ اور امریکہ کی تعیش پسند ہستیوں کو اسلام کی ابدالآباد تک رہنے والی دولت سے مالا مال کر رہے ہیں۔ کہیں سیاسیات میں اپنی صائب رائے سے مسلمانوں کو مشرکوں کی تقلید سے بچا رہے ہیں۔ غرضیکہ جدھر دیکھئے۔ یہی لوگ اپنے دھن کے پکے نظر آئیں گے

"زمیندار" میں عیسائیوں کی حمایت

میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب میں نے زمیندار ۲۱ جون ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۳ پر یہ عنوان پڑھا: "مسیح ناصری کے متبعین کا چیلنج مسیح قادیانی کی بھیڑوں کے نام" پھر ایک مسلم اخبار میں جب یہ پڑھا۔ کہ پوپ کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ بحیثیت مسیح خداوند کے جانشین ہونے کے منزہ عن الخطا ہیں۔ کیا آپ بھی نقلی مسیح کے جانشین ہونے کی حیثیت سے یہی دعویٰ کرتے ہیں" پھر آخری سطور میں لکھا ہے۔ "اگر آپ نے مباحثہ منظور کیا۔ تو انشاء اللہ آپ شکست کھائیں گے۔ اگر مباحثہ سے فرار اختیار کیا۔ تو بدنام ہوں گے"۔ مجھے یہ پڑھ کر یقین آ گیا۔ کہ واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ میری امت یہود اور نصاریٰ کے قدم بقدم چلے گی یعنی امت مسلمہ کہلاتی ہوئی وہ عقائد اختیار کرے گی۔ جو یہودیوں اور مسیحیوں کے ہیں۔ چنانچہ یہودی ایلیاس نبی کو عیسائی حضرت عیسیٰ کو زندہ جسم سمیت آسمان پر سے دوبارہ آنیوالا مانتے ہیں۔ مسلمان بھی ان کے ہمنوا ہو گئے۔ اور ایک حقیقی مسلم جماعت کے لئے شکست یاب ہونا بیان کرنے لگے۔ گویا بقول پادریاں واقعی یہی مسلمان سچے اور پکے مسیحی ہیں۔ اور ان کی یہی برادری ہیں۔

احمدیوں کے مقابلہ میں عیسائیوں کے قدم اکھڑ چکے ہیں۔

حالانکہ دنیا مانتی ہے۔ کہ احمدیوں کے بالمقابل عیسائیوں کے قدم اکھڑ چکے ہیں۔ چنانچہ جب حضرت مرزا صاحب کا وصال ہوا۔ اس وقت کے مشہور اخبار وکیل نے لکھا۔ "ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض ادا کرتے رہے ہیں۔ ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں پر گراں بار احسان رکھے گی۔ کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا۔ جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے۔ اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے۔ قائم رہے گا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت ہی بڑی خدمت انجام دی ہے ان کی آریہ سماج کے مقابل کی تحریروں سے اس دعوے پر صاف روشنی پڑتی ہے۔ کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کس درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے۔ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے۔ اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں۔ اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کر رہے ہیں۔ اس کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ مرزا

رہیں ان سب کے لیے حکم عدل ہوں۔ اس میں شک نہیں مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کرنے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی۔ آئیندہ امید نہیں۔ کہ مذہبی دنیا میں اس شان کا کوئی شخص پیدا ہو۔ جو اپنی اعلیٰ خواہشیں اس طرح مذہب کے لئے صرف کرے"۔

آریہ اخبار تیج ۲۵ جولائی ۱۹۲۶ء رقمطراز ہے۔

"تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس اور موثر اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت احمدیہ جماعت ہے۔ بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی۔ تو کسی وقت موقعہ پا کر ہمیں بالکل جھلس دے گی"۔

مومنین کی تعریف

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الذین آمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور - پارہ ۲۸ رکوع ۲ یہاں مومنوں کی جماعت کی خاص تعریف فرمائی۔ کہ وہ خدا اور رسول کے نافرمانوں کو دوست نہیں رکھتے۔ (جیسے اخبار زمیندار یہودیوں کو دوست رکھتا ہے) خواہ وہ کتنے ہی قریبی رشتہ دار ہوں۔ کنتم خیر امۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ولٰئک من الصالحین۔ پارہ ۴ ع ۲ - یعنے مصلح دینی کی قائم کردہ ہی مومنوں اور صالحین کی جماعت ہو سکتی ہے۔ جو مبلغ اسلام ہو۔ الذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم پارہ ۲۶ ع ۱۱ بتلائیں کونسی جماعت ہے۔ جو مسلمانوں میں غیر مذاہب پر اشد ثابت ہوئی ہو۔ تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذٰلک الفوز العظیم۔ پ ۲۸ ع ۱۰ اشاعت اسلام کے لئے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے رہتے ہیں۔ التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف ۔۔۔ والحٰفظون لحدود اللہ وبشر المؤمنین پ ۱۱ ع ۳ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ پ ۲۴ ع ۱۸ لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا پ ۱۱ ع ۱۲ فرمایئے فی زمانہ کونسی جماعت صحابہ کے رنگ میں رنگین اور آیات قرآنیہ کی مصداق ہے۔ مجدد روحانی معالج ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی اسوہ حسنہ ہوتی ہے۔ وہ مشکلات لیکر مبعوث ہوتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی دفتر دوم مکتوب نمبر ۴ میں تحریر فرماتے ہیں "مجدد آں است کہ ہر چند در آں مدت از فیض با متاں برسد بتوسط او برسد۔ گرچہ اقطاب اوتاد و بدلاء و نجباء آں وقت باشند وغیرہ وغیرہ

اسی طرح مجدد صدی دوازدہم فرماتے ہیں۔ "مجھے خدا نے فرمایا ہے۔ کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا اور ہم نے آج سے باقی سب طریقوں کو حقیقت قرب تک پہنچنے سے مسدود کر دیا۔ سوائے اس طریقہ کے جو تجھے دیا گیا۔ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے۔ جو کھلا رکھا گیا ہے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ وہ تیری فرمانبرداری کو ذریعہ نجات سمجھیں"۔ اسی طرح مجدد صدی سیزدہم منصب امامت میں فرماتے ہیں۔ "توب الی اللہ ترک توسل ایشاں خیالیست پر اختلال ووہمیست سراسر باطل۔ توقف نجات اخروی بر طاعت اوست ہر چند عبادات شرعیہ وطاعات دینیہ بجا آورد۔ اما وقتیکہ در طاعت امام گردن نہ نہد و اقرار بامامت او نہ کند ہرگز عبادات مذکورہ در آخرت کار آمدنیست واز داد و گیر۔ ایں قدر خلاص نہ خواہد یافت"

اس سے ثابت ہوا۔ کہ مجدد و امام کا انکار رسول اللہ کا انکار ہے اور جب تیرھویں صدی تک امام و مجدد آتے رہے۔ تو اب کیوں چودھویں صدی میں دروازہ مجددین و امامت مسدود ہے۔

ایسا ہو نہیں سکتا۔ مجدد وقت کا ظہور ہو چکا ہے۔ مگر ہم کور چشموں کو نظر نہیں آتا۔ کیا سیٹھ حبیب اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد کا دس ہزار انعام والا اشتہار تا حال بغیر جواب نہیں۔ میں علماء اور مجتہدین سے عرض کروں گا۔ کہ الفضل ۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔ اور سیٹھ صاحب کا مطالبہ پورا کریں جنہوں نے محض کسی مدعی منصب امامت و مجددیت کا پتہ دریافت فرمایا ہے۔ اگر آپ لوگ تکذیب نہ کر سکیں۔ اور مجدد صدی چہاردہم کا پتہ نہ بتا سکیں تو حضرت مرزا صاحب قادیانی کو ماننے کے سوا چارہ نہیں۔

حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کی پیدائش میں کچھ اور فرق

برادرم مکرم مولوی اللہ دتا صاحب کا ایک نہایت عمدہ اور زبردست مضمون حضرت مسیح کی بن باپ ولادت کے موضوع پر ۱۳ اکتوبر کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے جس میں انہوں نے حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی پیدائش کی تفصیلات کا موازنہ کرتے ہوئے سات فرق بیان کئے ہیں مجھے یہ مضمون پڑھکر ۳ اور فرق نظر آئے ہیں۔ وہ بھی اس امر کا ثبوت ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کی پیدائش میں فرق تھا۔ میں انہیں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

آٹھواں فرق

ان دونوں کے پیدا ہونے کے بعد ان کی عظمت شان اور آئیندہ پروگرام کی صورت میں جو امور ظاہر ہونے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو ایسے الفاظ میں فرمایا ہے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یقیناً حضرت عیسیٰ کی پیدائش بغیر باپ کے تھی۔ ورنہ یہ فرق نہ ہوتا۔ مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ وبرًا بوالدیہ کہ حضرت یحییٰ اپنے ماں باپ دونوں سے نیک سلوک کرنے والے تھے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ وبرًا بوالدتی خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنیوالا بنایا ہے۔ دونوں نبیوں کے متعلق اسلوب بیان میں یہ واضح فرق اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی باپ ہوتا۔ تو ان کے بیان میں بھی برًا بوالدی کہا جاتا یعنے مجھے خدا تعالیٰ نے دونوں ماں باپ سے نیک سلوک کرنیوالا بنایا ہے۔ یہ نہ کہنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ بے باپ تھے۔

یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے باپ کیطرح نبی نہ تھا۔ یا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ بدمعاش تھا۔ یا یہ جوانی کی عمر تک باپ کے زندہ نہ رہا تھا۔ یا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا برًا بوالدتی کہنا ان کے بچپن کا کلام ہے۔ اس وقت ماں ہی سامنے تھی کیونکہ تاریخی طور پر ان باتوں کا ثبوت نہ ہونے کے علاوہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ باپ خواہ کیسا ہی ہو۔ نیک سلوک کا مستحق ہے۔ اور جو کلام خدا تعالیٰ ایک بچے کے مونہہ سے بیان کر رہا ہے۔ وہ خدا ماں کے ساتھ باپ کا ذکر بھی کرا سکتا تھا

نواں فرق

خدا تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ان کا آئیندہ پروگرام ظاہر کرنے کے بعد اپنی پاک کتاب کے پڑھنے والوں کو دوبارہ مخاطب نہیں کیا اور نہ کسی خاص غور کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی عظمت شان کا اظہار فرما کر اس طرح ماحصل کلام کیطرف توجہ دلائی ہے ذٰلک عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون مریم ع ۲ یعنی یہ ہیں وہ عیسیٰ بن مریم (جو ہمارا) بیان سچ ہے۔ جس میں (یہودی) خواہ مخواہ شک کر رہے ہیں۔ یہود کو حضرت عیسیٰ کے متعلق دو شک تھے۔ (۱) انکی ولادت کے متعلق (۲) ان کی رسالت کے متعلق۔ چونکہ پہلے شک یعنی نبوت کے متعلق شک ہی تھا لہٰذا خدا تعالیٰ نے ماحصل کلام میں پہلے شک کے دفعیہ کیطرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا ذٰلک عیسی بن مریم الآیۃ یعنے ایسی ہے عیسیٰ بن مریم کی پیدائش جس میں یہودی خواہ مخواہ شک کر رہے ہیں۔ اگر یہاں دوسرے شک کا دفعیہ مراد لیا جائے۔ تو پھر سوال ہوگا (اول) یہی شک یہود نامسعود کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بھی تھا۔ وہاں بھی ایسے الفاظ چاہیئے تھے۔ مگر وہاں یہ نہیں آئے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ پیدائش کے متعلق شک کو ہی دفع کرنا یہاں مقصود ہے۔ (دوم) اگر رسالت کا شک یہاں مراد ہوتا۔ تو پھر اس آیت (ذٰلک عیسی بن مریم) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت واضح کی جاتی۔ یعنی اس آیت میں کوئی ایسا لفظ یا جملہ ہونا چاہیئے تھا۔ جو انکی نبوت یا رسالت پر دال ہوتا۔ نہ کہ ابن مریم سے پیدائش کا قرینہ ظاہر کیا جاتا۔ سورہ آل عمران میں بھی یہی انداز ملحوظ رکھا گیا ہے۔ کہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد بطور خلاصہ ماحصل کلام فرمایا گیا ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم ۔ الحق من ربک فلا تکن من الممترین کیا وجہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کو حضرت آدم کی پیدائش سے تشبیہ نہیں دی گئی؟ اور کیا سبب ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے مشابہ قرار دیا گیا۔

دسواں فرق

قرآن شریف میں جہاں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان ہے۔ وہاں اگر ایک طرف ان کے ذکر سے قبل حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر بطور ارہاص ہوتا ہے۔ تو دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کرنیکے بعد معبود ان باطلہ اور ولد اللہ کے عقیدہ کی نفی کی گئی ہے۔ اور توحید پر زور دیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ آل عمران میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھٰذا صراط مستقیم کی تعلیم بیان کرنے کے بعد علیحدہ طور پر بھی مبالغہ کیا ہے اور یہ فرمایا ہے۔ وما من الٰہ الا اللہ وان اللہ ھو العزیز الحکیم۔ سورہ مریم

میں ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحانہ اذا قضی امرًا فانما یقول لہ کن فیکون کہکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ بات دہرائی ہے۔ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھٰذا صراط مستقیم۔ ایسا ہی سورہ انبیاء میں

[illegible] اسلام

اسلام اور ممانعت شراب

ایک گذشتہ مضمون میں بتایا جا چکا ہے کہ اسلام [illegible] دنیا میں شراب کو مذہبی و تمدنی لحاظ سے کس قدر [illegible] حاصل تھی۔ اسلام نے جب اس کے متعلق امتناعی احکام [illegible] کئی صدیوں تک عام لوگ ان کی حکمت کو سمجھ نہ سکے [illegible] سائنس کی ترقیات اور علمی انکشافات کے عروج کا زمانہ [illegible] اور عقل انسانی نشوونما و ارتقاء کے لحاظ سے بلوغت [illegible] اسلام کی پرحکمت تعلیم کی خوبی کا اعتراف کرنے پر مجبور [illegible] گئی۔

انسداد شراب کی تحریک کا آغاز

اس حقیقت کے معلوم ہو جانے کے زمانہ سے لیکر [illegible] تک مغربی ممالک کے بڑے بڑے مدبر۔ سیاسی [illegible] پیشوا۔ اور اصلاحی سوسائیٹیاں برابر اس کوشش [illegible] ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اس لعنت کو [illegible] ملک سے نکال دیں۔ اس کے لئے ہر نوع کی [illegible] مسلسل جاری ہیں۔ ۱۸۰۸ء میں ممالک متحدہ میں [illegible] تحریک جاری کی گئی۔ اور اس کے لئے باقاعدہ [illegible] بھی شروع ہو گئیں۔ یہ تحریک اس وقت قریباً [illegible] میں پھیل چکی ہے۔ اور اس سلسلہ میں بہت مفید کام [illegible] شراب کی اخلاقی و تمدنی برائیوں اور نقائص کی [illegible] لوگوں کو اس سے مجتنب رکھنے کی کوششیں [illegible] فرائض میں داخل ہیں۔ گویا انسداد شراب کے [illegible] تمدنی اور معاشرتی رنگ کی کوشش ہے۔ اس [illegible] علمی کوششیں بھی بدستور بڑے زور شور سے جاری [illegible] بڑے بارسوخ مصنفین اس کے نقائص اور [illegible] پر تصانیف کے ذریعہ روشنی ڈال رہے ہیں۔ [illegible] انسانی دل و دماغ پر اس کے برے اثرات کو مشاہدات [illegible] کی رو سے ثابت کر رہے ہیں۔ اور ڈاکٹر صحت [illegible] اس کی تباہ کاریوں کی وضاحت میں اپنے [illegible] رہے ہیں۔ اور پھر اس وقت سے لے کر آج تک [illegible] کے ساتھ اسے روکنے کی کوششیں بھی [illegible] کے ساتھ جاری ہیں۔

[illegible] میں انسداد شراب کے لئے قوانین

[illegible] سے پہلے برطانیہ نے قانون کے ذریعہ شراب [illegible] سے کم اس کے استعمال کو جس قدر بھی ہو سکے کم کرنے کے لئے ۱۴۹۶ء میں کوشش کی۔ جب کہ ایک قانون پاس کر کے مجسٹریٹوں کو اختیار دیا گیا۔ کہ وہ جس جس جگہ شراب کی بکری نامناسب سمجھیں وہاں دوکان بند کر دیں۔ اور جن شراب خانوں کے متعلق بے اعتدالی کا شبہ ہو۔ ان سے ضمانتیں لے لیں۔ پھر ۱۵۵۲ء میں اس سے ترقی کر کے شراب فروشی کے لئے حصول لائسنس ضروری قرار دیا گیا۔ اور یہ قاعدہ بنایا گیا۔ کہ شام کے نو بجے کے بعد شراب خانے بند کر دئے جائیں۔ ۱۶۲۷ء میں یہ پاس ہوا۔ کہ لائسنس ہر سال کے لئے نئے حاصل کئے جائیں۔ اور ۱۷۲۹ء میں شراب بنانے والوں پر پانچ شلنگ فی گیلن ٹیکس عائد کرنے کا قانون پاس کیا گیا۔ اور خوردہ فروشی کے لئے لائسنس کی قیمت تین سو روپیہ سالانہ رکھی گئی۔ جس سے مقصد یہ تھا۔ کہ شراب مہنگی ہو جائے۔ اور ہر کہ ومہ اسے خرید کر استعمال نہ کر سکے۔

کوششوں کی ناکامی

مگر ان تمام کوششوں سے کوئی قابل ذکر فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ ۱۷۳۲ء میں جب لندن کی خانہ شماری کی گئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اٹھانوے ہزار نو سو اڑسٹھ گھروں میں سے پندرہ ہزار دو سو اٹھاسی میں شراب بنائی جاتی تھی۔ گویا سخت قوانین کے باوجود ہر چھ گھروں میں سے ایک شراب کی فروخت کے لئے استعمال ہو رہا تھا۔ اور اندازہ ہر تیس آدمیوں میں سے ایک یا تو شراب فروش تھا۔ یا اس سے متعلقہ کسی ادارہ میں کام کر رہا تھا۔ اس حالت کو دیکھ کر حکومت نے ۱۷۳۲ء میں تمام قوانین منسوخ کر دئے۔

مجسٹریٹوں کی رپورٹ اور دوبارہ کوشش

اس تنسیخ کے بہت ہی تھوڑا عرصہ بعد لندن کے علاقہ مڈل سکس کے مجسٹریٹوں نے پارلیمنٹ کو ایک رپورٹ بھیجی جس میں لکھا۔ کہ شراب کے استعمال کی وجہ سے ملک معظم کی رعایا کے لاکھوں انسان تباہ ہو گئے ہیں۔ محنت و مزدوری کے ناقابل اخلاقی لحاظ سے مردہ اور ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ اس رپورٹ سے متاثر ہو کر پارلیمنٹ نے پھر یہ قانون پاس کیا کہ دو گیلن سے کم شراب فروخت کرنے والے دوکاندار پچاس پونڈ سالانہ لائسنس فیس کے طور پر ادا کریں۔ اور خوردہ فروش ہر فروخت شدہ گیلن پر بیس شلنگ ٹیکس ادا کریں۔ مگر یہ قانون بھی بے اثر ثابت ہوا۔ اور لوگوں نے ناجائز شراب کا استعمال شروع کر دیا۔

انسداد کی کوششوں کا افسوسناک انجام

مختصر یہ ہے کہ اس وقت تک قانون میں مختلف قسم کے تغیر و تبدل کر کے اس لعنت سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اور آئے دن نئی نئی پابندیاں عائد کر کے اس کی راہ میں روکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں۔ اور اس وقت بھی نہایت سخت قوانین رائج ہیں۔ مگر حالت یہ ہے کہ ۱۹۰۸ء میں دو لاکھ مقدمات بدمستی عدالتوں میں پیش ہوئے۔ اور ۱۹۰۹ء میں اس قدر شراب استعمال میں لائی گئی۔ کہ ہر اس شخص کے حصہ میں جو اس کے استعمال کا اہل ہو۔ چون گیلن کی اوسط آئی۔ اور جو رقم اس پر خرچ کی گئی۔ وہ پندرہ کروڑ اکاون لاکھ باسٹھ ہزار چار سو پچاس ہزار پونڈ تھی۔

امریکہ اور شراب

اگرچہ امریکہ میں بھی اسی وقت سے انسداد شراب کی تحریک شروع ہے۔ لیکن دیگر تمام ذرائع کو ناکافی سمجھ کر آخر کار اس کی فروخت کو کلیتہً جرم قرار دیدیا۔ اور اس کے ارتکاب کے لئے سنگین سزائیں مقرر کر دی ہیں۔ لیکن بایں اخبارات پڑھنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں۔ کہ وہاں ناجائز ذرائع سے شراب کی درآمد اور تیاری کے لئے خاص انتظامات کئے جاتے ہیں۔ اور سرکاری منتظمین اور شرابیوں کے درمیان آئے دن فسادات ہوتے رہتے ہیں۔

روس اور شراب

جنگ عظیم کے دوران میں روس نے بھی شراب کی بندش کا قانون پاس کر دیا تھا۔ اور اس پر عملدرآمد بھی شروع ہو گیا۔ لیکن چونکہ اسی دوران میں نظام حکومت درہم برہم ہو گیا۔ اور ایک انقلاب عظیم رونما ہوا۔ اس لئے دوران جنگ میں ہی یہ قانون بھی فسخ ہو گیا۔

شراب چھڑانے میں مشکلات

ان تمام باتوں کے مطالعہ سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کہ یورپ کا اہل الرائے طبقہ اور وہ صاحب بصیرت لوگ جو بنی نوع انسان کی جسمانی۔ روحانی۔ اقتصادی۔ اور تمدنی ومعاشرتی اصلاح و ترقی میں دخل رکھتے ہیں۔ شراب کی ہلاکت آفرینیوں اور تباہ کاریوں سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ اس کے انسداد کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی واقعات کی رو سے ثابت کر دیا گیا ہے۔ کہ ان سرگرم مساعی اور پرزور کوششوں کے باوجود ان لوگوں کو بہت کم کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ جس سے یہ بات سمجھنی بالکل آسان ہے۔ کہ شراب کا چھوڑنا نہایت ہی مشکل اور دشوار ہے۔

اسلام کا اثر

ان باتوں کو پیش نظر رکھ کر اس تاثیر کو دیکھو۔ جو اسلام کو حاصل ہے۔ اس وقت جب کہ دنیا طبی۔ اور علمی لحاظ سے شراب کے مضرات سے واقف نہ تھی۔ جب مذہبی لحاظ سے اس کے نقصانات کسی کو معلوم نہ تھے۔ جب کوئی سوسائٹیاں۔ کوئی علمی یا مجلسی ادارے اور کوئی قانونی پابندیاں اسے روکنے کے لئے موجود نہ تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں میں جن کی

نظارتوں کے اعلانات

ترمیم شدہ بجٹ ۳۲-۱۹۳۱ء

بجٹ آمد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت کے موقعہ پر حسب ذیل ترمیم منظور فرمائی۔ جس کے متعلق ریزولیوشن ۲۲۳ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۳۱ء پاس کیا گیا۔ :۔

گوشوارہ جو صفحہ ۵ پر شائع ہوا ہے اس میں حسب ذیل ترمیم ہوئی ہے :۔

نام صیغہ	مد	کمی	بیشی	بجٹ بعد ترمیم
۱۔ گرلز سکول	گرانٹ سرکاری		۶۰۰	۸۰۰
۲۔ امور عامہ	قیمت ڈائری		۳۰۰	۴۰۰
۳۔ چندہ خاص		۱۵۰۰۰	×	۳۰۰۰۰
۴۔ تعمیر دار البیعت			۱۰۰۰	۶۰۰۰

اس کے ساتھ ایک ضروری تفصیل یہ ہے۔ کہ چندہ عام و چندہ حصہ آمد وصیت اور چندہ مستورات تین چندے جو یکجائی طور پر ایک لاکھ ستاسی ہزار کی میزان کی صورت میں دکھائے گئے ہیں۔ وہ علیحدہ علیحدہ بھی دکھلائے جائیں۔ تا ہر صیغہ کی ذمہ داری علیحدہ علیحدہ قائم ہو سکے :۔

چونکہ ان مدات کی جو بجٹ صیغہ جات سے آئے ہیں۔ ان کی میزان ۱۶۷۰۰۰ ہے :۔

بیت المال۔ چندہ عام ۸۰۰۰۰

〃 مستورات ۳۰۰۰

مقبرہ بہشتی حصہ آمد وصیت ۸۴۰۰۰

کل میزان = ۱۶۷۰۰۰

اور اس آمد کو جماعتوں پر پھیلا کر ۱۸۷۰۰۰ بتایا گیا ہے۔ اس لئے جس نسبت سے صیغہ جات نے اپنی آمد بھیجی ہے۔ اسی نسبت سے ۱۸۷۰۰۰ کو تقسیم کر دیا جاوے۔ اور یہ تقسیم حسب ذیل بنتی ہے :۔

نام صیغہ	مد	رقم مجوزہ صیغہ	رقم بجٹ منظور شدہ
بیت المال	چندہ عام	۸۰۰۰۰	۸۹۶۰۰
〃	مستورات	۳۰۰۰	۳۴۰۰
مقبرہ بہشتی	حصہ آمد وصیت	۸۴۰۰۰	۹۴۰۰۰
		۱۶۷۰۰۰	۱۸۷۰۰۰

پس بحیثیت مجموعی گوشوارہ کل آمد کا صیغہ جات تجارت و امانت کو چھوڑ کر حسب ذیل ہے۔ اس میں ۱۸۷۰۰۰ اکی صیغہ جات پر تقسیم کر کے دکھلائی گئی :۔

بیت المال	۹۷۲۰۰
صدقات	۱۹۱۲۰
مقبرہ بہشتی	۱۰۹۷۵۵
جائیداد	۸۶۰
ہائی سکول	۱۳۰۰۰
مدرسہ احمدیہ	۱۲۰۰
گرلز سکول	۸۰۰
احمدیہ ہوسٹل	۱۰۵۰
امور عامہ	۴۰۰
نور ہاسپٹل	۲۵۹۵
ضیافت	۴۰۰
دعوت	۲۰۰۰
چندہ خاص	۳۰۰۰۰
چندہ جلسہ سالانہ	۳۵۰۵۱
چندہ تعمیر	۶۰۰۰

کل میزان = ۳۱۹۴۳۱

پیش ہو کر فیصلہ ہوا۔ کہ بجٹ آمد پیش کردہ ناظر صاحب بیت المال منظور ہے :۔ ناظر بیت المال

دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عملی ثبوت

جن احباب اور خواتین نے ماہ جولائی و اگست ۱۹۳۱ء میں وصیتیں کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت دیا ہے۔ ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو اپنے عہد کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے :۔ آمین

(۱) مسماۃ عظمت بیگم صاحبہ قادیان
(۲) چوہدری سردار خان صاحب سار چور ضلع گورداسپور
(۳) میاں کرم الٰہی صاحب کلاسوالہ 〃 سیالکوٹ
(۴) مسماۃ برکت بی بی صاحبہ مالو کے بھگت 〃
(۵) قریشی محمد حسین صاحب کورووال 〃 〃
(۶) مسماۃ معصومہ بیگم صاحبہ قادیان ضلع گورداسپور
(۷) میاں نظام الدین صاحب چک ۳۵ سرگودہا
(۸) رشیدہ بانو صاحبہ قادیان ضلع گورداسپور
(۹) عزیز النساء صاحبہ 〃 〃
(۱۰) میاں مولاداد صاحب 〃 〃
(۱۱) میاں محمد عثمان خانصاحب قادیان ضلع گورداسپور
(۱۲) چوہدری اکبر علی صاحب دانہ زید کا 〃 سیالکوٹ
(۱۳) ڈاکٹر ہاشم علی خانصاحب 〃 گوجرانوالہ
(۱۴) چوہدری محمد طفیل صاحب دولم ضلع سیالکوٹ
(۱۵) مسماۃ محمودہ صاحبہ قادیان
(۱۶) محمد علی خانصاحب ڈیریانوالہ 〃 سیالکوٹ
(۱۷) مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ بستی بلوچاں 〃 شیخوپورہ
(۱۸) میاں سیف اللہ صاحب چندر کے 〃 سیالکوٹ
(۱۹) چوہدری غلام حسین صاحب چاہل 〃 گورداسپور
(۲۰) مسماۃ مہر النساء صاحبہ زوجہ چوہدری غلام حسین صاحب 〃 〃
(۲۱) چوہدری محمد بخش صاحب رائے پور 〃 سیالکوٹ
(۲۲) چوہدری رسول بخش صاحب 〃 〃
(۲۳) چوہدری نذیر حسین صاحب دولم 〃
(۲۴) مسماۃ سائرہ بیگم صاحبہ جھمٹ 〃 لد...
(۲۵) مسماۃ بی بی صاحبہ 〃 〃
(۲۶) شیخ عبد الغنی صاحب گھوتیوال امرتسر حال ...
(۲۷) مرزا عبد الکریم صاحب ترگڑی ضلع گوجرانوالہ
(۲۸) شیخ مہر الدین صاحب شہر سیالکوٹ
(۲۹) میاں عمر الدین صاحب قادیان
(۳۰) چوہدری حاکم خان صاحب سروعہ ضلع ہوشیارپور
(۳۱) ڈاکٹر محمد عبد الرحمٰن صاحب قادیان
(۳۲) شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالہ
(۳۳) مستری محمد ابراہیم صاحب قادیان
(۳۴) مسماۃ کرامت خاتون صاحبہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری
(۳۵) مسماۃ کندن عزیز صاحبہ مکول کلاں 〃 ڈیرہ ...
(۳۶) چوہدری غلام محمد صاحب پھگلانہ 〃 ہوشیارپور
(۳۷) ڈاکٹر چوہدری کرم دین صاحب کھاریاں 〃 گجرات
(۳۸) چوہدری سلطان احمد صاحب 〃 〃
(۳۹) مسماۃ زینب بی بی صاحبہ بھڈیار 〃 امرتسر
(۴۰) شیخ حبیب احمد صاحب بر...
(۴۱) مسماۃ فہمیدہ بیگم صاحبہ فیض اللہ چک 〃 گورداسپور
(۴۲) مسماۃ رانی صاحبہ مبیانوال 〃 ...
(۴۳) چوہدری عبد الرؤف صاحب چک بگیال ...
(۴۴) مسماۃ عمر بی بی صاحبہ گوجر...
(۴۵) مسماۃ بشیر النساء صاحبہ سنور ریاست پٹیالہ
(۴۶) سید نذیر حسین صاحب گھٹیالیاں سیالکوٹ

سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان

مبلغِ دمشق کے حالاتِ سفر

بغداد سے حیفا تک

میں ۳۱ر اگست صبح ۱/۲ ۵ بجے بذریعہ موٹر بغداد سے بیروت کے لئے روانہ ہوا۔ احباب بغداد نے خلوص اور محبت کا جو سلوک کیا۔ وہ مومنانہ اخوت کا بہترین مظاہرہ تھا۔ جس موٹر میں میں سوار تھا اس میں میرے علاوہ ایک امریکن مشنری۔ ایک یہودی فریمیسن اور ایک ایرانی مسلمان تھا۔ یہودی سوڈان کا رہنے والا تھا۔ اور قاہرہ میں کام کرتا ہے۔ ایرانی تاجر تھا۔ ۷ بجے صبح موٹر عراق کے آخری ضلع رمادی پر پہونچی۔ اور دو گھنٹے ٹھہری۔ اس جگہ پاسپورٹس کی پڑتال ہوتی ہے۔ ۹ بجے سے لے کر ۱/۲ ۴ بجے بعد دوپہر تک موٹر تیز رفتاری سے چلتی رہی صحرا ہی صحرا تھا۔ نہ درخت نہ آبادی اور نہ کوئی انسان تھا۔ ۱/۲ ۴ بجے رطبہ (قلعہ) پہنچی جس کے بعد علاقہ شام شروع ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد روانہ ہو گئے اور ساری رات موٹر تیزی سے چلتی رہی۔ نماز فجر کے وقت ابوالشامات جو علاقہ شام کا پہلا قلعہ ہے۔ پہنچے۔ پاسپورٹوں کی دیکھ بھال اور نماز کے بعد چل کر ۸ بجے یکم ستمبر دمشق پہونچے۔ یکم ستمبر کا سارا دن قرنطینہ میں گزرا۔ دوسرے دن دوپہر دمشق سے بیروت کے لئے روانہ ہوا۔ اور وہاں سے حیفا کے لئے چل پڑا۔ حدود فلسطین (راس نکورا) پر روک لیا گیا اور قرنطینہ کے لئے ٹھہرنا پڑا۔ دوسرے دن شام کو حیفا پہنچا۔ اور قرنطینہ میں ٹھہرایا گیا۔ وہاں کے امتحانات سے فارغ ہو کر ۸ر ستمبر دوپہر کے وقت احمدیہ دار التبلیغ میں داخل ہوا۔ الحمد للہ

مذہبی گفتگو

یہودی فریمیسن اور ایرانی مسلمان سے سلسلۂ گفتگو شروع رہا۔ یہودی نے اسلام کے متعلق اور ایرانی نے شیعیت و سنیت کے متعلق بعض سوالات کئے۔ جن کے جوابات دئے بعد ازاں وطنیت اور ہندو مسلم تصفیہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی اور سفر بآسانی ختم ہوا اور ہم دمشق پہنچ گئے۔ یہ ساری گفتگو عربی اور فارسی میں ہوتی تھی۔ یہودی نے بتایا کہ سوڈان میں یہودی اور عیسائی کے داخلِ اسلام ہونے پر اس کو یہ ... حیثی مسلمان پر بھی فضیلت دی جاتی ہے۔ میں نے اسے اسلام کی تعلیم اخوت و مساوات کے متعلق بتائی۔ امریکن مشنری ہماری باتوں کو سنتا رہا اور خاموش تھا۔ جب دمشق موٹر ٹھہری تو اس نے گفتگو شروع کی۔ احمدیت کی خصوصیات پر سلسلہ شروع ہوا۔ اسی اثنا میں آنحضرت مسیحؑ کی صلیبی موت زیر بحث آ گئی۔ اس نے انگریزی انجیل نکالی میں نے اسے بعض حوالجات بتائے۔ وہ ان پر غور کرتا رہا حسن اتفاق سے قرنطینہ والوں نے مجھے اور اس کو ایک دن کے لئے ٹھہرا لیا۔ جس سے گفتگو کا خوب موقعہ مل گیا۔ اور اکثر وقت اسی طرح گذرا۔ مذہب کے اختیار کرنے کا نتیجہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا حصول سن کر بہت حیران تھا۔ احمدیت کی خوب تبلیغ کی۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ بیس سال سے ایران میں مسیحی مبشر ہے۔ اس نے بتایا۔ کہ ایرانی لوگ عیسائیت کی طرف کچھ کچھ توجہ کرنے لگے ہیں اور اس میں زیادہ دخل یورپین تمدن کے اختیار کرنے کا ہے۔ دوسرے دن ہم جدا ہو گئے لیکن خط و کتابت کے لئے ایک دوسرے کا ایڈریس لے لیا امریکن مشنری سے گفتگو انگریزی اور فارسی میں ہوتی رہی کیونکہ وہ عربی نہ جانتا تھا۔

اونٹوں کی بجائے ریل اور موٹر کا سفر

بغداد سے دمشق قریباً سوا پانچ سو میل ہے اور درمیان میں علاقہ شام کا مشہور "بادیہ" بھی آتا ہے۔ اور اگر بصرہ سے حیفا تک براستہ بیروت اندازہ لگایا جائے۔ تو ہزار میل سے زیادہ ہی بنتا ہے۔ لیکن اب ریل اور موٹر کے ذریعہ کل ۶۰ گھنٹے کا راستہ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس سفر میں بھی اب اونٹوں کی تیز رفتاری قابل توجہ نہیں رہی۔ تا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان پورا ہو جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح موعودؑ کے وقت اونٹوں سے سفر جلد طے کرنے کا کام نہ لیا جائیگا گویا کوئی نئی سواری نکل آئیگی۔ میں نے اس سارے سفر میں اونٹوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمودہ پورا ہوتا دیکھا ہے۔ ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا۔ یعنی ایک ایسا زمانہ آئیگا جب اونٹوں سے پہلا ... کام نہ لیا جائیگا افسوس کہ ہندوستان کے مولوی ابھی تک اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے قائل نہیں ہوئے وہ شاید یہ چاہتے ہیں۔ کہ آیات خلق لکم ما فی الارض جمیعا اور ربنا ما خلقت ھذا باطلاً کے خلاف اونٹ بالکل بے کار اور عبث ہو جائیں۔ حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلا یسعیٰ علیہا کہ کر تشریح فرما دی تھی۔ یعنی ان سے تیز سواریاں نکل آئیں گی۔

کشمیر اور شام

دمشق سے بیروت اور بیروت سے حیفا تک جس قدر علاقہ میں نے دیکھا۔ وہ بالکل کشمیر کا ہم رنگ تھا۔ پہاڑ۔ چشمے۔ پھل اور پرانے لوگوں کا تمدن بالکل کشمیر اور اہل کشمیر سے ملتا ہے۔ اور کشمیر واقعی سوریا کی طرح ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کے اس علاقہ سے ہجرت کرنے پر خداوند تعالیٰ نے حسب فرمان و آوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار و معین ان کو علاقہ کشمیر میں پناہ دی اور وہ وہیں فوت ہوئے۔

ولنش عکاش کمپنی

اس کمپنی کی موٹریں بغداد۔ دمشق۔ بیروت اور طہران کے لئے چلتی ہیں۔ میں نے بھی اس کمپنی کے ذریعہ سفر کیا ہے۔ جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ اس کمپنی کے کارکن شریف اور مسافروں کا خاص خیال رکھنے والے ہیں۔ اور سفر میں ہر جگہ سہولت رہتی ہے۔ اس لئے جو دوست اس راستے سفر کریں۔ ان کے لئے بہتر ہے۔ کہ اس کمپنی کی معرفت انتظام کریں:

جماعت احمدیہ حیفا و کبابیر

اللہ تعالیٰ کے فضل اور جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس کی مساعی جمیلہ سے ہر دو مقام پر اچھی جماعت قائم ہو چکی ہے۔ میں ۸ر ستمبر کو احباب سے ملا۔ سب دوستوں نے نہایت محبت اور خلوص کا اظہار فرمایا۔ کبابیر کے احباب آج کل مسجد کی تعمیر میں منہمک ہیں۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ دو ماہ تک مکمل ہو جائے گی۔ مولوی جلال الدین صاحب اب ہندوستان جانے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ وہ اس جگہ سے مصر جائیں گے اور وہاں سے آخیر اکتوبر میں ہندوستان پہنچ جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

قرنطینہ سے سبق

جب ایک مسافر کسی وبا زدہ یا مشتبہ علاقہ سے آتا ہے تو دوسری حکومت اپنی سرحد پر ڈاکٹری معائنہ اور احتیاط کے لئے اس کو روک لیتی ہے۔ یہ قرنطینہ ہوتا ہے۔ میں نے اس سفر میں قریباً ایک ہفتہ قرنطینہ میں گزارا ہے۔ قرنطینہ ایک قسم کی قید تنہائی ہوتی ہے۔ جب میں بصرہ سے گزرا ہوں۔ تو بصرہ میں ہیضہ تھا۔ لیکن باوجود دیکھ میں شہر ...

بلکہ بندرگاہ سے سیدھا سٹیشن پر پہنچ کر بغداد کو روانہ ہو گیا۔ محض اس ہوا میں سانس لینے کی وجہ سے دو دفعہ ٹیکہ لگوانا پڑا۔ پانچ دن بغداد ٹھہرنا ضروری ہوا۔ اور پھر قریباً ایک ہفتہ قرنطینہ میں گزارنا پڑا۔ اس حالت کو دیکھ کر آیت لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کی خوب وضاحت ہو گئی۔ اور ساتھ ہی یہ سبق حاصل ہوا۔ کہ جب دنیاوی سلطنتیں اپنی حدود میں داخلہ کے لئے اتنی سخت پابندی کرتی ہیں۔ تو آسمانی بادشاہت کے لئے کتنے بڑے امتحان میں سے گزرنے کی ضرورت ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ اسلامی شریعت نے احکام کے ذریعہ اسی قسم کے امتحانات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

قرنطینہ کے احاطہ پر زرد جھنڈا ہوتا ہے۔ اور یہ اس کی علامت ہے۔ اس کو دیکھ کر میرا خیال اس طرف آگیا۔ کہ احادیث میں جو مسیح موعود کے لئے دو زرد چادروں کا ذکر ہے۔ غالباً اسی کے مطابق قرنطینہ ہسپتال کا زرد جھنڈا بھی بیماروں پر دلالت کرتا ہے۔ اور مسیح موعود کی دو چادریں بھی دو بیماریاں ہی تھیں۔ گویا جس طرح علم تعبیر میں زرد چادر سے مراد بیماری ہوتی ہے۔ ویسے ہی ظاہر میں بھی یہ بیماری کی علامت ہے۔

درخواستِ دعا

عنقریب مولوی جلال الدین صاحب ہندوستان جا رہے ہیں اور پھر یہ وسیع کام میرے ذمہ ہو گا۔ میں بہت ہی کمزور ہوں۔ اس لئے احباب سے التجا ہے۔ کہ میرے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ خاص نصرت فرمائے۔ اور احمدیت کو دنیا میں پھیلائے۔ آمین

خاکسار خادم اللہ دتہ جالندھری از حیفا

ضلع منٹگمری کی جماعتوں کیلئے اعلان

چونکہ ضلع منٹگمری کی تبلیغی تنظیم ہو چکی ہے۔ اور عملاً کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ لہذا ضلع ہذا کی تمام احمدی جماعتوں کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اپنے کام کی رپورٹ یا جلسہ یا مناظرہ کے متعلق خط و کتابت براہ راست ناظم صاحب تبلیغ ضلع منٹگمری یا ڈسٹرکٹ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ ضلع منٹگمری سے جو آج کل بابو غلام حسین صاحب نقشہ نویس ہیں۔ کیا کریں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

طالبان نکاح

چونکہ فہرست طالبان نکاح لڑکوں اور لڑکیوں کی زیر طبع ہے۔ اس واسطے عرض ہے۔ کہ جن اصحاب کے نام پہلی فہرست میں درج ہیں اور اب انہیں ضرورت نہیں وہ اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے نام کاٹ دیئے جائیں۔ اور جو نئے اصحاب نام درج کرانا چاہیں۔ وہ اطلاع دیں۔ جو اصحاب اپنا نام ظاہر کرنا ناپسند کرتے ہوں ان کا نام نہ چھاپا جائیگا۔ صرف نمبر دے دیا جائیگا۔ اور تفصیل عمر۔ قوم

اسلام اور کشمیر

(اپیل)

مسلمان لیڈر۔ مولانا ابو الکلام آزاد۔ ڈاکٹر انصاری مولانا شوکت علی۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال۔ نواب صاحب ڈھاکہ شیخ صادق حسن صاحب امرتسر۔ ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو۔ نواب صاحب آف کنجپورہ و دیگر ممبران آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمت میں تمام مسلمانانِ جموں و کشمیر کی مؤدبانہ اور پر زور اپیل

جب حکام کشمیر نے اپنی وحشیانہ حرکات سے جامع مسجد سری نگر اور مسجد شریف درگاہ اویسی صاحب و مسجد شریف بازار گاؤ کدل پر گولیوں کی بوچھاڑ کی تو خواجہ سعد الدین صاحب شال کی گرفتاری کے لئے جن کا مکان درگاہ غوثیہ خانیار میں جہاں ایک بڑے متبرک روضہ کے علاوہ ایک عالیشان مسجد بھی واقع ہے۔ مسلح فوج اور پولیس نے آ کر آدھی رات کے وقت گھیر لیا۔ مظلوم مسلمانان کشمیر یہ خیال کرنے میں حق بجانب تھے۔ کہ اب خانیار کی مسجد شریف اور متبرک روضہ پر وحشی ڈوگرہ فوج کا حملہ ہونے والا ہے۔ اس لحاظ سے اگر مذہبی نقطہ نگاہ سے چند ہزار مسلمانوں کا اجتماع مذہبی احترام یعنی روضہ اور مسجد کی حفاظت کے لئے ہوا۔ تو یہ کونسا جرم ہے۔ چونکہ ہندوؤں کا منشا جموں و کشمیر سے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا ہے جس کی کھلی دلیل یہ ہے۔ کہ مسجدوں کی بے حرمتی کرنے کے علاوہ جبکہ مارشل لا کا اعلان کیا گیا۔ جو مسلمان بھی نظر آیا اسے مار مار کر ادھموا کر دیا چنانچہ صدہا کی تعداد میں مسلمان نیم جان ہو کر پڑے ہیں۔ اور بعض تو بے اگر گئے ہیں۔ مارنے کے علاوہ ساتھ ہی یہ بھی زبردستی کہلاتے تھے۔ کہ بولو اسلام اور قرآن مردہ باد۔ اس کے متعلق بروئے حلف ملٹری کے ان بعض مسلمان سپاہیوں سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ جو شہر میں پھرتے رہے ہیں۔ طرہ یہ کہ وحشی ڈوگروں کے ہمراہ کسی خاص حکم کے ماتحت بکثرت ہندو تھے۔ اور ملٹری کی تمام حرکت انہی کے ایماء سے ہوتی تھی۔ اور مسلمانوں کو تلاش کر کر کے مار اپیٹا جاتا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں گھروں سے اور بازاروں میں سے بے کس اور ظلم رسیدہ مسلمانوں کو بار بار پنڈت صاحبان پکڑ پکڑ کر بیدوں کی سزا کے لئے ٹکٹکی پر چڑھایا گیا۔ بیدوں کی سزا دیتے وقت ان سے جبراً یہ کہلایا جاتا۔ کہ بولو اسلام برباد قرآن برباد اور ڈوگر حکومت کی جے۔ اکثر مسلمانوں نے بیدوں کی سزا بجائے تین تین درجن کے زیادہ برداشت کر لی۔ لیکن ایسے ناشائستہ الفاظ زبان سے نہ نکالے۔ صد مرحبا مظلوم مسلمانان کشمیر۔ افسوس۔ کہ تھانہ سٹی میں بیدوں کی سزا دینے کے لئے ہندو افسروں کے علاوہ ایک برائے نام مسلمان افسر بھی مقرر تھا۔ اب اس کو مزید سپیشل اختیارات دے دیئے گئے ہیں۔

غرض مسلمانوں پر اس قدر مظالم کئے گئے۔ جن کی نظیر کسی اور جگہ نہیں مل سکتی۔ ان حالات میں جملہ مسلمانان ہندوستان کی خدمت میں ہم مظلومین جموں و کشمیر کی دردناک اپیل ہے۔ کہ اس وقت ہم لوگوں کی حالتِ زار پر فوری توجہ درکار ہے۔ کیونکہ تشدد کی حد ہو گئی ہے۔ اور پبلک افلاس زدہ اور ستم رسیدہ ہے۔ ممکن ہے تشدد بڑھتے بڑھتے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دے۔ کیونکہ صریحاً اسی قسم کے آثار نمودار ہوئے ہیں۔ ہم مسلمانانِ جموں و کشمیر کس منہ سے اس خدائے واحد کا شکر بجا لائیں۔ جس نے اس وقت ہم بے کسوں کے بچاؤ کے لئے سرزمین قادیان سے ایک ایسی ہستی کو متوجہ کیا جس کی وجہ سے مسلمانانِ جموں و کشمیر کے دلوں میں حفاظت اسلام کا خیال موجزن ہے ہم بابانگ دہل ہندوستان کے کانگرسی لیڈروں سے عرض کئے دیتے ہیں۔ کہ متحد ہو کر مسلمانان کشمیر کی حفاظت کے لئے کوشش کریں۔ فروعی اختلافات کو چھوڑ کر اس وقت متحدہ طریق عمل اختیار کر کے بتیس ۳۲ لاکھ مظلومین کشمیر کو ارتداد سے بچائیں۔ ایک تو پہلے ہی سے یہ ملک افلاس اور بیکاری نے تباہ کر رکھا ہے۔ اب لگاتار چھ ماہ سے ظلم کے شکنجہ میں مبتلا ہے۔ فاقہ کشی نے اور بھی پریشان کر رکھا ہے۔ خدارا ہماری خبر لیجئے۔ اور آپس کے اختلافات کے مذبح پر ہماری بھینٹ نہ چڑھائیے

(ہم ہیں ستم رسیدہ مسلمانان کشمیر)

[illegible] (ناظر امور عامہ قادیان)

نمائندگان جموں کے متعلق اظہار اعتماد

۹ر اکتوبر مسجد تالاب کھٹیکاں میں محترم نمائندگان جموں کو سپاسنامہ پیش کرنے کے لئے مسلمانان جموں کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ قاضی گوہر رحمٰن صاحب اور مستری یعقوب علی صاحب نے الوداعی پیغام دیا۔ مسٹر اللہ رکھا ساغر نے چودھری غلام عباس اور قاضی گوہر رحمٰن کی غیر حاضری میں مولوی محمد دین اور شیخ غلام قادر کو صدر و ناظم مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ مسٹر اللہ رکھا ساغر نے سپاسنامہ پڑھ کر سنایا جس میں محترم نمائندگان کی خدمات ملی کا اعتراف کیا گیا تھا۔ اور نمائندگان پر پورا پورا اعتماد ظاہر کیا گیا۔

پورے آٹھ بجے محترم نمائندگان کی موٹر نے سری نگر جانے کے لئے حرکت کی۔ لوگوں نے موٹر پر گلاب اور پھولوں کی بارش کر دی جس میں چاروں احباب چھپ گئے۔ موٹر کے آگے آگے رضاکار خوبصورت وردیوں میں ملبوس راستہ بناتے جاتے تھے۔ موٹر کو لوگ دھکیل رہے تھے۔ جدھر نظر اٹھتی تھی لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے۔ مکانوں کی چھتوں پر سے عورتیں پھول برسا رہی تھیں۔ یہ عظیم الشان جلوس جب جیل کے سامنے پہنچا۔ تو مسٹر اللہ رکھا ساغر نے ایک تقریر کی جس میں نمائندگان پر اظہار اعتماد کرتے ہوئے لوگوں کو منتشر ہو جانے کو کہا اور نمائندگان روانہ ہو گئے۔

تلاش

مسمی لال الدین ساکن کوٹ کوڑا ضلع سیالکوٹ جو کچھ عرصہ قادیان تعلیم پاتے رہے اب غائب ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ملیں۔ تو حسب ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ کیونکہ اس کے والدین مغموم ہیں۔ [illegible]

منتخب شدہ ہوں۔ سوائے وزراء کے جن کو وزیر وزارت نامزد کر سکیں گے۔ پہلے پانچ سال تک ڈسٹرکٹ بورڈ کا صدر خود وزیر وزارت ہو۔ اس کے بعد کوئی انتخاب شدہ ممبر جس کے حق میں کثرت رائے ہو منتخب کیا جائے۔ میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے کام اور اختیارات وہی ہوں۔ جو پنجاب میں ہیں۔ اور اسمبلی کی طرح ان میں بھی فرقہ وارانہ نمائندگی ہونی چاہیئے ؀

ہم حضور والا سے باادب درخواست کرتے ہیں۔ کہ میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے قیام کے متعلق فوری احکام متذکرہ بالا طریق پر جاری فرمائے جائیں۔

عدالت عالیہ

ہائی کورٹوں کے ججان میں سے ستر فیصدی مسلمان ہونے چاہئیں۔

مال گذاری

مالگذاری کی تشخیص ان اصول پر ہونی چاہیئے۔ جو پنجاب میں مروج ہیں۔

ملازمتیں

(۱) ملازمتوں میں خواہ وہ اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ سب فرقوں کو ان کی تعداد آبادی کے مطابق حقوق ملنے چاہئیں۔ اور تقرری کا معیار کم سے کم قابلیت ہو۔ اگر اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں کی مناسب تعداد دستیاب نہ ہو سکے تو کم تعلیم یافتہ مسلمانوں کی تقرری فرمائی جائے اور ان کو زیادہ سند یافتہ غیر مسلموں پر ترجیح دی جائے مثلاً انٹرنس پاس مسلمانوں کو غیر مسلم گریجویٹوں پر فوقیت دی جائے البتہ سوائے ایسے محکموں کے متعلق جن میں اعلیٰ ماہران تعلیم لابدی ہو۔ اس طرح ملازمتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی ہر سال کم از کم دس فیصدی کے حساب سے بڑھا دی جائے۔ تاوقتیکہ ان کو ملازمتوں میں پورا حصہ ملے جس کے وہ حقدار ہیں۔ (۲) ریاست میں ایک پبلک سروس کمیشن مقرر ہو۔ اور اس میں مختلف فرقوں کی نمائندگی ان کے تناسب آبادی کے مطابق ہو (۳) ہر ہائنس مہاراجہ بہادر کو اختیارات ہوں۔ کہ وہ اعلیٰ ملازمتوں کی کل تعداد کا پچیس فیصدی براہ راست تقرر فرمائیں۔ اور اس میں تناسب آبادی کا پورا لحاظ رکھا جائے۔ (۴) جہاں ضروری ہو عمر کی پابندی کے قاعدہ کو نرم کیا جائے۔ کہ فرقہ وارانہ تناسب قائم ہو سکے۔

اختتام

حضور والا رعایائے ریاست کے بنیادی حقوق اور ریاست کے آئندہ نظام اساسی کے متعلق اصولی تجاویز اوپر عرض کی گئی ہیں اس کے علاوہ دوسری تجاویز بھی گذارش کی جاتی ہیں جو حضور والا کی مسلم رعایا کی ان شدید شکایات کے متعلق ہیں۔ جو گوکا مل ہوا؟ فرمائیں۔ (یہ ضمیمہ اگلے پرچے میں درج کیا جائیگا) ؀

مولوی ظفر علی کی ذلت و رسوائی

پر

پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش

خانقاہ معلیٰ کے جلسہ میں "زمیندار" کے مالک مولوی ظفر علی صاحب کو جو ذلت و رسوائی حاصل ہوئی۔ اس کا مختصر سا ذکر ایک معزز اور ذمہ وار شخص کا جو احمدی نہیں۔ لکھا ہوا الفضل کی ایک گزشتہ اشاعت میں درج ہو چکا ہے۔ وہی بیان چونکہ معزز معاصر انقلاب میں بھی شائع ہوا تھا۔ اس لئے جب "زمیندار" نے دروغگوئی اور کذب بیانی کے ذریعہ اس پر پردہ ڈالنا چاہا۔ تو معاصر موصوف نے اس کا نہایت دندان شکن جواب دیا۔ جسے ۲۲ اکتوبر کے پرچہ میں ہم بھی درج کر چکے ہیں۔ اس پر "زمیندار" کے لئے یہ تو ناممکن ہو گیا۔ کہ وہ "انقلاب" کے سامنے کھڑا ہو سکے۔ البتہ مولوی ظفر علی نے نقاش کا نقاب اوڑھ کر ۲۸ اکتوبر کے پرچہ میں الفضل کے خلاف جی بھر کے بدزبانی کی ہے۔ اور ذلت و رسوائی کے تمام واقعات سے انکار کرتے ہوئے بعض معززین کشمیر کے نام لکھ کر کہا ہے۔ کہ ان سے اس کے بیان کی تصدیق کر لی جائے "زمیندار" کا خیال ہوگا۔ کہ نہ کوئی اس مردردی میں پڑیگا۔ اور نہ اس کی دروغگوئی کا پردہ فاش ہوگا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مولوی ظفر علی کی ذلت اور رسوائی کا مزید سامان مہیا کر نے کے لئے اپنا ایک بندہ کھڑا کر دیا۔ جس نے "زمیندار" کی کذب بیانیوں کو پایہ ثبوت تک پہونچاتے ہوئے مولوی صاحب کو چیلنج دیدیا ہے کہ وہ سری نگر میں اگر ثابت کریں۔ کہ خانقاہ معلیٰ کے جلسہ کے متعلق جو کچھ "زمیندار" لکھ رہا ہے وہ درست ہے۔ "زمیندار" میں اگر انسانیت اور شرافت کا کوئی شمہ بھی باقی ہے۔ تو اسے فوراً یہ چیلنج منظور کر لینا چاہیئے۔

ذیل میں مذکورہ بالا مضمون درج کیا جاتا ہے؀

اخبار زمیندار نے جن مختلف طریقوں سے کشمیری مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور مہاراجہ کشمیر کی امداد کے لئے جو کارہائے نمایاں کئے وہ کسی سمجھدار مسلمان سے پوشیدہ نہیں۔ ان کا مشہور صاحبزادہ جو باپ سے بھی شاید چند قدم آگے ہے ابھی وزارت عظمیٰ کے طواف سے فارغ نہیں ہوا۔ اور شاید اس اسلام فروشی کے عوض مہاراجہ کا ایڈیکانگ بنا دیا جائے؀

مولوی ظفر علی خاں کے ساتھ جموں۔ سری نگر۔ اسلام آباد اور دوسرے اہم اجتماعات پر جو مناسب سلوک کیا گیا ہے۔ اس کو چھپانے کے لئے مولوی صاحب اپنے اخبار میں عجیب و غریب سرخیوں سے مضامین لکھ رہے ہیں۔ اخبار بین حضرات سے مخفی نہیں کہ اخبار زمیندار نے لکھا تھا کہ مولانا ظفر علی خاں کے پاس مشتاقان زیارت کا تانتا بندھا رہتا ہے اور مولانا کو فرصت نہیں ملتی۔ اور مولانا نے خانقاہ معلیٰ کے عظیم الشان جلسہ میں زبردست تقریر فرمائی جس میں ایک قادیانی نے ناکامیاب مخالفت کی اور مخالفت کرنے والا خائب و خاسر رہا۔

مختصر عرض ہے۔ کہ مولانا کے پاس تانتا بندھا رہتا تو درکنار ہفتہ میں اوسطاً ایک آدمی بھی کبھی ملاقات کے لئے نہیں گیا اور مولانا کو مکھیاں مارنے سے فرصت نہ تھی۔ ہاں یہ سچ ہے حکومت کے عمال مولوی صاحب سے پروپیگنڈا کرانے کے لئے اکثر ملتے رہتے ہیں۔ جلسہ میں مولانا کو ایک لفظ بولنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اور جس شخص نے مخالفت کی وہ جماعت اہل حدیث کے سرگرم ممبر خواجہ احمد الدین صاحب بٹ معزز رئیس کشمیر ہیں۔ اگر زمیندار یہ لکھتا۔ کہ مولوی صاحب وہاں سے خائب و خاسر آئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ خلاف واقعہ نہ ہوتا۔ اخبار زمیندار نے اپنی تریبی اشاعت میں کشمیر کے محبوب ترین لیڈر مسٹر محمد عبداللہ ایم۔ ایس۔ سی کو بھی خواہ مخواہ قادیانیت کی طرف مائل بتاکر حکومت کا پروپیگنڈا کرنا چاہا ہے۔ ان کی ہر آواز پر کشمیری لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں اور ان کی مخلصانہ باتوں کو سننے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔ ؀

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو بدنام کرکے اور اس کے اثر کو زائل کرکے مہاراجہ کی تائید کے لئے زمیندار نے مختلف حیلے اور بہانے تراشے کبھی قادیانیت کے پروپیگنڈے کا بہانہ بنایا۔ حالانکہ کشمیری اس فریب کو خوب سمجھ گئے۔ اور وہ کشمیر کمیٹی اور اس کے مقتدر اراکین کے شکر گذار ہیں۔ کشمیر کمیٹی کا وفد یہاں موجود ہے۔ اس کے مفید مشوروں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور ان کے تمام اجتماعات کی صدارت اسی وفد کے اراکین سرانجام دیتے ہیں اور وہ شاید اب تک صرف کشمیری مسلمانوں کے اصرار پر ٹھیرا ہوا ہے۔ کشمیر کے مسلمان خوب جانتے ہیں۔ کہ مولوی ظفر علی خاں مسلمانوں میں یہ تفریق کیوں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور کونسی طاقت اس کی تہ میں کارفرما ہے۔

جو خبریں زمیندار نے شائع کی ہیں۔ میں ان کے متعلق مولوی ظفر علی خاں کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ مجھ سے سری نگر میں ملیں۔ ہم دونوں یہاں ہر شخص سے پوچھ کر ان خبروں کی تصدیق کریں۔ ہر دفیق ضیاء الدین ٹوپی پونچھ از سری نگر؀

حکومت کشمیر اور مسلمانوں کے مطالبات

حکومت کشمیر نے مسلمانوں کے مطالبات میں سے حسب ذیل تین مطالبات جزوی طور پر منظور کرنے کا اعلان کیا ہے (۱) کمروا لوکل

مسلمانانِ کشمیر نے اپنے مطالبات خود طیار کئے

صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے بعض غلط بیانیوں کی تردید

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی مندرجہ ذیل بیان اخبارات کو ارسال فرمایا ہے۔ بعض حلقوں میں ایک اطلاع مشتہر کی گئی ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ایک رکن نے جو آج کل سرینگر میں ہیں۔ کشمیری مسلمانوں کو بتایا کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مرتبہ یادداشت کے مسودہ کو پہلے حکومت ہند سے منظور کرا لیا گیا تھا۔ اور حکومت کے ایک اعلیٰ حاکم نے رائے ظاہر کی تھی۔ کہ موجودہ مطالبات کے علاوہ اور کوئی مطالبات منظور نہ کئے جائیں گے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس طریقہ پر کمیٹی کے مذکورہ رکن نے کشمیر کے مسلمانوں کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے تیار کردہ مسودہ کی حمایت پر آمادہ کر لیا۔ اور اس بات سے نتیجہ نکالا جا رہا ہے۔ کہ حکومت اس ایجی ٹیشن کی پشت پر ہے۔ یہ اطلاع قطعی بے بنیاد اور بے حد شرارت آمیز ہے۔ مولوی محمد یعقوب بی اے ایڈیٹر "لائٹ" لاہور جو موقعہ پر موجود تھے مذکورہ الزام کی پرزور تردید کرتے ہیں۔

امر واقعہ

واقعہ حقیقت میں یہ تھا۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کے نمائندوں نے احرار اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ایک ایک آدمی کو مدعو کیا تھا۔ کہ ان کے جلسہ میں تقریریں کریں۔ اپنا اپنا نقطۂ نگاہ بیان کریں۔ تاکہ وہ اس مسودہ کے متعلق فیصلہ کر لیں۔ جو وہ مہاراجہ صاحب کی خدمت میں پیش کرنے والے تھے۔ چنانچہ دونوں مجالس کے ایک ایک رکن نے نمائندگان کشمیر کے سامنے یکے بعد دیگرے تقریریں کیں۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے رکن نے اپنی تقریر میں اپنا نقطۂ نظر بیان کیا۔ اور اس الزام کی تردید کی۔ کہ مذکورہ کمیٹی کی حکمت عملی بزدلی اور خوشامد کے اصول پر قائم ہے۔ اور کہا کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے مسودہ مطالبات کی بابت بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ یہ بہت پست ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ مطالبات بہت زیادہ ہیں۔ آپ نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ حکومت ہند کے ایک اعلیٰ مسلم افسر نے کہا تھا۔ کہ مطالبات سخت ہیں۔ ان میں کمی ہونی چاہیئے۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو تلقین کی۔ وہ حقائق کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی رائے قائم کریں۔

اصطلاحی اور قانونی ترتیب

صاف ظاہر ہے۔ کہ جو کچھ مذکور رکن کمیٹی نے کہا۔ اور جو ان سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس کے علاوہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مطالبات کشمیر کمیٹی نے خود بھی مرتب نہیں کئے۔ بلکہ ان میں مسلمانان کشمیر کے خیالات کی ترجمانی کی گئی ہے۔ کمیٹی نے صرف ان کے خیالات کو اصطلاحی اور قانونی شکل دیدی ہے۔ مسلمانان کشمیر نے اس مسودے کو من وعن قبول نہیں کیا۔ بلکہ مہاراجہ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے اس میں بعض ترمیمیں بھی کی تھیں۔ اس لئے یہ الزام کہ اس معاملہ میں حکومت یا کسی افسر کا ہاتھ ہے۔ یا کشمیر کمیٹی کے مسودے کو مسلمانان کشمیر سے زبردستی قبول کرایا گیا ہے۔ محض بے بنیاد اور غلط ہے۔ یہ امر بے حد قابل افسوس ہے۔ کہ ایسے معاملہ کے متعلق جس کے لئے متحدہ مسلم محاذ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسی شرارت آمیز اور بے بنیاد الزامات عائد کئے جا رہے ہیں۔

بے خبر انسانوں پر بزدلانہ حملوں کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے مذمت

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈھاکہ اور مسٹر اولیسر صدر یورپین ایسوسی ایشن ... پر حال ہی جو حملے کئے گئے ہیں ان کے متعلق ایک اخباری نمائندہ نے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی۔ تو حضور نے بے خبر انسانوں پر بزدلانہ حملوں کی خبر پر سخت صدمہ محسوس کرنیکا اظہار کیا۔

بزدلانہ حملوں کی وجہ

آپ کے خیال میں ایسے حملوں کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستانی نوجوانوں پر ... دباؤ کم ہو گیا ہے۔ اور جب یہ صورت پیدا ہو جائے۔ تو انسانی قلب خطرناک ... کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اور کہیں رکتا نہیں۔ آپ کے خیال میں وہ لوگ جو اخلاقی ضوابط کو ترک کر دیں سنگین سزا کے خوف سے ہی ایسے افعال سے باز نہیں رکھے جا سکتے۔ جنہیں وہ اپنے مقاصد کی تکمیل میں مد سمجھتے ہوں۔ اور ایسے لوگوں کا علاج عام لوگوں کے ہاتھ میں ہی ہوتا ہے۔ نہ کہ حکومت کے ہاتھ میں

پبلک کی غفلت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو سخت افسوس ہے کہ ایسے نفرت انگیز واقعات کے بعد جو پچھلے سالوں میں ہندوستان میں ہوئے ہیں۔ اور پبلک کی طرف سے اس خطرناک میلان کو روکنے کیلئے کچھ نہیں کیا گیا۔ حتی کہ ان لیڈروں نے بھی اس کے انسداد کیلئے ابھی تک کچھ نہیں کیا۔ جو نہایت بلند آہنگی سے ایسے حملوں کی مذمت کیا کرتے ہیں۔

مسلسل جدوجہد کی ضرورت

ظاہر ہے۔ کہ صرف زبانی مذمت کا کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ یہ بیماری اس قدر جڑیں پکڑ چکی ہے۔ کہ نوجوانوں کو اس سے نجات دلانے کے لئے ایک مسلسل اور گرم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ طلباء اور دوسرے نوجوانوں سے پریس اور پلیٹ فارم کے ذریعہ پرزور اور مسلسل اپیلیں کی جانی چاہئیں۔ اور معقول دلائل کے ساتھ یہ بات اچھی طرح ان کے ذہن نشین کر دینی چاہیئے۔ کہ ایسے افعال خواہ عارضی طور پر خوشنما اور مفید کیوں نہ نظر آئیں۔ انجام کار لوگوں کی اخلاقی طاقت کو یقیناً تباہ کر کے ملک کو اس بیش قیمت چیز سے محروم کر دیں گے۔ جس کی ترقی پذیر اقوام کو سخت ضرورت ہوتی ہے۔

حکومت کی ذمہ داری

حضور کے خیال میں بڑی حد تک اس کی ذمہ داری حکومت پر بھی عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ حکومت اگرچہ بعض اوقات سخت ذرائع استعمال کرتی ہے لیکن انسدادی ذرائع کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے لارڈ ارون اور بعد ازاں لارڈ ولنگڈن کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ قانون شکنی کی اس روح کو صرف پبلک۔ والیان ریاست۔ مذہبی۔ سیاسی۔ اور سوشل رہنماؤں اور ان لوگوں کی پرزور جدوجہد کے ذریعہ ہی روکا جا سکتا ہے۔ جو رائے عامہ پر کسی نہ کسی طرح کا اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی متحدہ کوشش سے فائدہ اٹھانے کا انتظام حکومت ہی بہترین طریق پر کر سکتی ہے۔

حکومت کیا کرے

حکومت کو چاہیئے۔ ہندوستان کے تمام بارسوخ اصحاب کی ایک کانفرنس منعقد کرے۔ اور ملک سے اس انارکسٹ تحریک کو دور کرنے کے لئے ان کی رائے دریافت کرے۔ اور ان کی امداد کرے۔ جو واقعی ان خطرناک سرگرمیوں کو روکنے کے آرزومند ہیں۔ ایسے لوگوں کے مشورے سے ایک ایسا پروگرام مرتب کرنا چاہیئے جس پر سب مل کر کام کر سکیں۔

لارڈ ارون نے اس تجویز کو بہت پسند کیا تھا۔ لیکن کہا تھا۔ کہ موجودہ وقت میں اس پر عمل کرنا غیر موزوں معلوم ہوتا ہے۔ لارڈ ولنگڈن نے بھی اس خیال سے اتفاق کیا تھا۔ لیکن تحریک کی تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنفسہ نفیس یا ان کا کوئی سکرٹری ہوم ممبر کے ساتھ اس موضوع پر مفصل گفتگو کرے۔ یہ سب کچھ کیا گیا۔ مگر افسوس کہ حکومت نے اس وقت تک کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔

ملکی امن کی قدر جاننے والے عملی قدم اٹھائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں اب بھی اگر حکومت کوئی عملی قدم نہ اٹھائے۔ تو ایسی ہندوستانی اور یورپین ایسوسی ایشنوں کو جو ملکی امن وامان کو عزیز رکھتی ہیں۔ خود ہی قدم اٹھانا چاہیئے۔ اور ملک سے انارکزم کی جڑیں اکھیڑنے کی غرض سے ایک آل انڈیا جدوجہد شروع کرنے کے لئے ایک کانفرنس منعقد کرنی چاہیئے۔ حضور دعدہ فرماتے ہیں۔ کہ آپ اور آپ کی جماعت جو ملک میں بہترین منظم جماعت ہے اس اہم معاملہ میں ایسی تمام جماعتوں سے پورا تعاون کریگی۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)